تمام مسلمانوں کو اسلامی سالِ نو ۱۴۱۷ھ مبارک ہو!

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

محرم الحرام: ۱۴۱۷ھ ، جون: ۱۹۹۶ء ، جلد ۸ ، شمارہ ۶

سیدنا حسین کے کربلائی خروج کی بنیاد کیا تھی؟

فراز اور رامے کی دانش وری اور ٹٹ کاری

تضادات مرزا قادیانی اپنی ہی تحریروں کے آئینہ میں

مجلسِ عمل تحفظِ ختمِ نبوت کی تنظیمِ نو اور

قومی ختمِ نبوت کنونشن کے فیصلے اور قراردادیں

احرار

احرار کے معنٰی شریف اور آزاد کے ہیں۔ اس نام کی مناسبت سے آزادی اور شرافت کی تحریک کے ساتھ ہمارا دل ہوتا ہے۔ اقتصادی مساوات کا قیام اور اس کی جدوجہد کتنی خوش قسمتی ہے۔ انسانوں میں اقتصادی مساوات انسانی دُکھ دردوں کا کیسا ہمہ گیر علاج ہے۔ اسی لئے تو قرآن حکیم کامل اقتصادی نظام کا قائل ہے۔ ہر احرار کو خدا ئے بزرگ کا یہ حکم از بر یاد رکھنا چاہیئے۔

واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق فما الذین فضلو برآدی رزقھم علی ماملکت ایمانھم فھم فیہ سوآء افبنعمہ اللہِ یجحدون۔ (سورہ نحل آیت ۷۱)

"اللہ نے رزق میں بعض کو بعض پر فضیلت دی تو کیوں ایسا نہیں کرتے کہ جن کو زیادہ روزی دی گئی ہے وہ اپنی روزی اپنے زیر دستوں کو لوٹا دیں؟ حالانکہ سب اس میں برابر کے حق دار ہیں۔ اور کیا یہ لوگ اللہ کی نعمتوں سے منکر ہو رہے ہیں؟

مفکرِ احرار (چودھری افضل حق رحمہ اللہ)

تاریخِ احرار ص ۱۵۵

ماہنامہ **نقیبِ ختمِ نبوّت** ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

محرم الحرام: ۱۴۱۷ھ، جون: ۱۹۹۶ء، جلد ۸، شمارہ ۶ قیمت/۱۲ روپے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر:
سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول:
سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہ
حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
ذوالکفل بخاری ۰ قمرالحسنین
شمس الاسلام بہاری ۰ ابوسفیان تائب
محمد عمر فاروق ۰ عبداللطیف خالد
خادم حسین سید خالد مسعود

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک -/۱۲۰ روپے ۰ بیرون ملک -/۱۰۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

تحریک تحفظ ختم نبوۃ (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل پرنٹرز مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات:	اداریہ	رئیس التحریر	۳
دین و دانش:	نیا اسلامی سال مبارک ہو	سید عطاء المحسن بخاری	٦
قلم برداشتہ:	دانش وری اور ٹٹ کاری	سید عطاء المحسن بخاری	۹
خطاب:	رائے کی موسیقی اور اسلام	(ضبطِ تحریر) خادم حسین	۱۱
تاریخ و سیرت:	حضرت حسین کے کربلائی خروج کی بنیاد کیا تھی؟	مولانا ابوریحان عبدالغفور	۱۳
ترحیم:	مسافرینِ آخرت	ادارہ	۲۴
رد مرزائیت:	تحریک تحفظِ ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء	جناب پروفیسر بشیر احمد	۲۵
" "	تضاداتِ مرزا قادیانی	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	۳۵
اخبار الاحرار:	رپوتاژ (مجلسِ ذکرِ حسین چیچہ وطنی اور ملتان)	محمد معاویہ (چیچہ وطنی)، معظم معاویہ (ملتان)	۴۲
" "	مجلسِ عمل کی تنظیمِ نو اور قومی ختمِ نبوت کنونشن	عبداللطیف خالد چیمہ	۴۵
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات انکی	بیاغر اقبالی	۵۰
گوشۂ اطفال:	شعوری ایمان	سیدہ مریم گیلانی	۵۳
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	سید عطاء المحسن بخاری	۵۴
شاعری:	بیادِ سیدنا حسین	سید عطاء المحسن بخاری	۵٦
" "	سید ابو معاویہ ابوذر بخاری	سید محمد طلحہ گیلانی	۵۷
" "	یادِ یارِ مہرباں آید ہمے	پروفیسر تاثیر وجدان	۵۸
" "	اسی فکر میں کلیاں زرد ہوئیں	علامہ انور صابری مرحوم	۵۹
" "	گاماں کادیاں والا	سید کاشف گیلانی	٦۰
" "	معیار	حکیم ممتاز ملتانی	٦۱

دل کی بات

محمد حنیف چودھری عرف حنیف رامے صاحب نے ایک عرصہ بعد متنازع گفتگو میں مہارت دکھانے کے لئے مرزائی انداز اختیار کیا ہے اور یہ رعنا شیخ کی معیت بلکہ "جامعیت" میں موسیقی کو نبیوں کا شیوہ (معاذ اللہ) بتانے میں مُصر ہیں انہیں قطعاً معلوم نہیں کہ سُر کا تعلق آواز کے ساتھ ہے اور موسیقی کا تعلق آلات طرب (مزامیر) کے ساتھ، برا ہو اس جہالت کا جو نہ جاننے کے باوجود ہمہ دانی پر مبنی ہو آواز کے حسن کو تو یقیناً انبیاء نے پسند فرمایا مثلاً سیدنا داؤد علیہ السلام کا صوتی حسن بطور مثل کے مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں قاری یا نعت خواں کو اللہ نے لحن داؤدی عطاء فرمایا ہے۔ موسیقی ہارمونیم یا دیگر آلات کا خاصہ اور غنائی حسن صرف حسنِ آواز ہے۔

حنیف چودھری صاحب نے بھٹو کے سیاسی شباب کے زمانے میں بھی یہی بوزنگی ہانکی تھی کہ بنو نجار کی لڑکیوں نے دَف بجا کر حضور علیہ السلام کا مدینہ میں استقبال کیا اور حضور ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا۔ حنیف رامے صاحب اس پر غور کرنے کے بجائے اندھے کانے استدلال سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی سعیٔ مذموم کرتے ہیں رامے صاحب! بنو نجار کی بچیاں کافرہ تھیں ان بے چاریوں کی کافرانہ تہذیب کا حصہ ایسا استقبال ہی تھا جو قابل مؤاخذہ نہیں تھا۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے انہیں نہیں روکا۔ دوسرے یہ کہ سرور کائنات ﷺ نے انکی تحسین نہیں بلکہ سکوت اختیار کیا۔ رامے صاحب! جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ حدیث کی کسی کتاب سے تحسین و آفرین بھی ثابت کریں اور حوالہ پیپلز پارٹی والا نہ ہو مولوی والا ہو تاکہ اعتبار کیا جاسکے۔ تیسرے یہ کہ دَف کی آواز میں موسیقیت نہیں ہے ایک بھدی اور دفتی والی آواز میں کیا رکھا ہے۔ جسمیں لذتیت اور حسن ہو یہ تو نارسائی اور غربت کا سہارا ہے آپ بھی اسمبلی میں سپیکر کی میز اس سے سجا لیں اور بوقتِ گویائی اسے بجالیں اور جی بھر کے بجائیں اگرچہ یہ کافرہ بچیوں کا شیوہ تھا۔ آخری بات رامے صاحب اپنی اصلاح فرمائیں۔

تلاوت، اذان، آبشار اور پرندوں کا چہچہانا غناءِ صوت ہے، حسنِ آواز ہے اور موسیقی حسن ساز ہے۔ کاش آپ اس سفلی گفتگو سے باز آجائیں۔

انہیں کے قبیلۂ تسفل کا ایک سرفراز آدمی جس کے نام کے ساتھ احمد بھی ہے انہوں نے خود کو "موہن جودڑو" سے جوڑلیا ہے انہیں یہ جوڑ مبارک ہو بلکہ میں تو ان سے عرض کروں گا کہ علماء سے گالیاں کھا کے بے مزہ ہونے کی کیا ضرورت ہے خود ہی اپنی شناسائی کا مرحلہ طے کرتے جائیں اور ایسے "من موھن" جوڑ ھڑپے سے لیکر نینی تال تک جوڑتے چلے جائیے تاکہ عاصمہ جہانگیر کی "جہاں گیری" میں اضافہ ہو اور فرزانِ اپنے زمانے کی چالوں پہ فخر کرسکیں۔ اور ہم کہ سکیں

تو نیز بر سرِ بام آکہ خوش تماشا ایست

واجپائی کی پسپائی، گوڈا کی کامیابی اور ہماری خارجہ پالیسی

ہماری پاکستانی حکومتوں نے ہمیشہ ہندوستان کے ساتھ اپنی فطری دشمنی کا راگ الاپا ہے اور قوم کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ہم ہندوستان کے ساتھ کبھی نہیں مل سکتے اور یہ جنگ سرد و گرم ازلی ابدی ہے مگر موجودہ حکومت نے اپنے اندر بہت سی تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔

(۱) مثلاً تجارت کے لئے ایشیا میں پاکستان کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہندوستان بتایا گیا ہے۔ اور بہت پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

(۲) ہندوستان اگر اسلحہ کی دوڑ بند کرنے پر دستخط کر دے اور ایٹمی طاقت کے استعمال نہ کرنے کا یقین دلا دے تو پاکستان بھی محبت کے گیت گائے گا۔

(۳) ہندوستان نے اپنی کافرانہ ثقافت کی یلغار کر دی ہے۔ تو پیپلز پارٹی کی حکومت نے رعنا شیخ کی قیادت میں ٹی وی سے "مولوی ثقافت" ختم کر کے رعنائی ثقافت کی جلوہ گری عام کر دی ہے تاکہ پاکستانی عوام، یورپی پلس ہندوستانی کلچر کی زد میں نہ آجائیں اور پاکستانی کلچر (جو عیسائی یہودی مرزائی ہندو سکھ کے کلچر کا مرکب توصیفی ہے) کی گرفت میں رہیں اور بڑی رعنائی کے ساتھ المراء میں فرزمان کے جلو میں کہ سکیں وہ بھی پاکستان ہے یہ بھی پاکستان ہے یہ دیکھنے کی چیز ہے اسے بار بار دیکھ اور عوام یاد رکھیں یہ جمہور کی آواز ہے اور جمہوری خارجہ پالیسی ہے۔ واجپائی کی پسپائی ہو یا مسٹر گوڈا کی کامیابی وہ دونوں اپنے ملک کے ساتھ مخلص ہیں۔ اپنی کافرانہ تہذیب کی تشہیر اور اس کے ابلاغ کی جنگ۔ اور اپنے سیاسی نظام کے استحکام کے لئے ہر وقت کوشاں ہیں۔ ایک ہمارے حکمران اور سیاست دان ہیں کہ پچاس برسوں میں پاکستان کے نظریاتی تشخص، سیاسی نظام، معیشت و اقتصادیت سب کچھ تباہ کر کے بھی خوشی محسوس کر رہے ہیں۔ اور دشمن کو جگ ہنسائی کا موقع فراہم کر رہے ہیں۔ اگر پاکستان کی سیاسی قیادت ملک سے مخلص ہوتی تو مشرقی پاکستان بنگلہ دیش نہ بنتا اور کشمیر ہمارے قبضہ میں ہوتا۔

حکمرانو! سیاست بازو! شرم کرو، ملک و قوم کے حال پر رحم کرو، واجپائی اور مسٹر گوڈا سے ہی سبق حاصل کر لو قائداعظم کے پاکستان کو تو ختم کر چکے ہو اب قائدِ عوام کے پاکستان کو ہی بچا لو۔

فرمودہ فاروق اعظمؓ

جب حلال و حرام جمع ہوں تو حرام غالب آتا ہے اگرچہ تھوڑا سا ہی ہو۔

پاکستان کے راہنماؤ...؟

اگر پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی سلطنت بنا دیا گیا تو یاد رکھو اسلامی سلطنت میں کوئی انسان دکھی نہ ہوگا یہ سلطنت غیور اور بہادر مجاہدوں اور درویشوں کی بستی ہوگی۔ کوئی دشمن اسلام، پاکستان کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرات نہ کر سکے گا۔ اسلامی پاکستان کے اندر مسائل اگر ہوں گے تو خود بخود ختم ہو جائیں گے اور مستقبل بھی پریشان کن نہ ہوگا۔

خدا یقیناً نیک نیتوں کی مدد کرتا ہے۔ بہتان طرازی سے پرہیز کرنا ورنہ خدا کے آگے جواب دہ ہوگے۔ عزت، ذلت، موت، حیات سب اللہ کے پاس ہیں۔ شیطان کو شکست دو اور اللہ کے فوجی بن جاؤ، پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ جھوٹے مرنے یا جھوٹے وعدے کرسئ اقتدار کیلئے مت کرنا۔ کرسئ اقتدار ایک بہت ہی بے وفا محبوبہ ہے۔ مسکرا مسکرا کر ایسے انداز میں جھوٹ بولنے والے خوشامدی جو سچے دکھائی دیں، ہمیشہ جھوٹے اور خود غرض ہوتے ہیں۔ خدا ان سے پاکستان کو محفوظ رکھے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — نواب افتخار حسین خان ممدوٹ سے گفتگو ۱۹۵۰ء ملتان

اپنے عطیات اور زکوٰۃ و صدقات

مدرسہ معمورہ ملتان

کو عنایت فرمائیں

مدرسہ میں رہائش پذیر طلباء کے اخراجات اور

نئی درسگاہوں اور رہائشی کمروں کی تعمیر کے لئے اہل خیر حضرات فوراً توجہ فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

بذریعہ منی آرڈر:۔ سید عطاء المحسن بخاری۔ مہتمم مدرسہ معمورہ

دار بنی ہاشم مہربان کالونی۔ ملتان۔ فون:۔ 511961

بذریعہ بینک:۔ اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک حسین آگاہی ملتان۔

نیا اسلامی سال ۱۴۱۷ھ مبارک ہو

قرآن میں ارشاد ہے:

ان عدة الشهور عند الله اثنا عشرا شهراً فی کتاب الله یوم خلق السموت والارض منها اربعة حرم ذالک الدین القیم فلا تظلموا فیهن انفسکم وقاتلو المشرکین کافة کما یقاتلونکم کافه، واعلموا ان الله مع المتقین (القرآن الحکیم)

"اللہ کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان و زمین ان میں سے چار مہینے ادب کے ہیں۔ یہی سیدھا دین ہے۔ سو ان میں اپنے اوپر ظلم مت کرو اور سب مشرکوں سے ہر حال میں لڑو جیسے وہ تم سب سے ہر حال میں لڑتے ہیں اور جان لو اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔"

اسلام میں دنوں، مہینوں اور سالوں کی حیثیت وہ نہیں جو دیگر اقوام میں تھی یا اب بھی ہے نبی اکرم ﷺ نے صرف دو عیدوں کو شرعی حیثیت بخشی اور بس! مگر مسلمانوں نے کافرانہ تہذیبوں کے اختلاط اور ان کے سماجی رسم و رواج سے متاثر ہو کر یا مقابلہ و تقابل میں مبتلی ہو کر اسلامی تہواروں کی وہ کثرت پیدا کی کہ دوسری قوموں سے ہیچ ہو کر رہ گئے۔ اسی طرح کچھ لوگوں نے مسلمانوں کے سالِ نو کے آغاز کو ہندومت سے متاثر ہو کر رونے پیٹنے اور سر میں خاک ڈالنے کی رسم بد کے لئے مخصوص کر دیا۔ حالانکہ آغاز خیر و برکت اور مبارک و سعادت سے ہونا چاہئیے۔

نئے اسلامی سال کا پیغام یہ ہے کہ اسلام کو ماننے والے اس کی حاکمیت کو بغیر کسی حیل و حجت کے تسلیم کر لیں۔ مصلحت وقت، پالیسی اور عقلیت کے پیچھے نہ جائیں۔ اسلام اور عقل دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔ عقل کی نعمت اسی لئے بخشی گئی کہ تمدن پیدا کیا جائے۔ معاشرہ میں سلامتی کی راہ ہموار کی جائے۔ اور یہ بھی مسلمہ امر ہے کہ اس دنیا میں اسلام کے بغیر سلامتی کا تصور ہی ادھورا ہے۔ سلامتی، اسلام کو تسلیم کرنا ہے۔ اسی سے سلامت روی جنم لیتی ہے۔ انسانیت کا اونچا مقام و مرتبہ یہی ہے کہ عقلِ سلیم اور فہم مستقیم سے اس دار العمل کو کارگاہ خیر بنا دیا جائے۔

تمدن اور سلامتی معاشرہ میں خیر غالب سے عبارت ہے اور جو عقل خیر کو غالب نہیں کر پاتی عقل نہیں جہل ہے۔ قرآن کریم میں اسی عقلِ سلیم کو غور و فکر کی بار بار دعوت دی گئی ہے۔ اور ان مفکرین کی جو صفات بیان کی گئی ہیں اسی کی بنیاد پر پوری کائنات انسانی اور اہل ایمان کو دوسری دعوت دی گئی ہے۔ ایک جگہ اہل ایمان کو خصوصی خطاب کیا گیا ہے۔

یاایها الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة ولاتتبعوا خطوات الشیطن

"اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی اتباع مت کر

ایمان والوں کو دوبارہ دامن اسلام میں مکمل آجانے کی دعوت حکم کی صورت میں دی جارہی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ عقل و بصیرت والے غور کریں، تفکر کریں تو جواب مل جائے گا کہ ایسا اسلام جو تن آسانیاں بخشے، راحتیں وافر عطا کرے، جس میں کلفتیں آسائشوں میں تبدیل ہوجائیں وہ اسلام تو قبول کرلیا جائے لیکن ایسا اسلام جو نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے مطابق سراپا جہد زندگی گذارنے کا مطالبہ کرتا ہو، جس میں وقت، مال و جان اور عزت و آبرو بھی قربان کرنا پڑے، مشکلوں، مصیبتوں اور آفتوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا پڑے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح موت کو سراب زندگی سے زیادہ لذیذ ماننا پڑے۔ وہ اسلام نہ قبول کیا جائے۔ تو یاد رکھیئے یہ اسلام من پسند تو کہلائے گا خدا پسند نہیں۔ اور ایسے مسلمان اسلام کی اپوزیشن سمجھے جائیں گے۔ اس لئے کہ اسلام کی عملی تصویر صحابہ کرام نے پیش کرکے بتادیا کہ اسلام میں پورا داخل ہونے کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ اگر ہمارے سامنے لاکھوں صحابہ کی زندگی نہ ہوتی تو اتباع کا مسئلہ یقیناً سوال بن جاتا۔ لیکن اب تو موجودہ مسلمان اور ان کا اسلام جو سلامتی سے محروم ہے، سلامت روی سے مہجور ہے، تمدن اور خیر غالب سے دور ہے۔ خود سوال بن کے رہ گیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ موجودہ مسلمان خوردہ فروش سے لے کر حکمران تک سیاست، مصلحت وقت، وقت کی نزاکت، حالات کا تقاضا، پالیسی، حکمت عملی، اور سائینٹیفک اپروچ ایسے خوبصورت الفاظ کی بدصورت تفسیر کا صیدزبوں ہے۔ اور یہ بربادی "خطوات الشیطین" کی اتباع کی بدولت ہے۔

اللہ نے اسلام نازل کیا تو اس کے نفاذ اور اس کی حاکمیت کے قیام کے لئے اسوہ رسول ﷺ اور اسوہ صحابہؓ بھی بخشا یعنی قانون اور طریقہ نفاذ دونوں عطا فرمائے۔ ایسا ہرگز نہیں کہ شریعت تو دے دی مگر اس کے نفاذ کے لئے ہماری سوچ اور اپروچ کو معیار اور سند بنادیا گیا ہو۔ پس ایسے لوگ جو خود کو سند بتاتے اور منواتے ہیں۔ اپنی تعبیر کو اللہ کی منشاء کہتے ہیں اور اپنی تفسیر کو اللہ کا فیصلہ کہہ کر سناتے اور مخلوق کو بہکاتے ہیں، قرآن نے انہی لوگوں کو کہا ہے:۔

"وہ کامیاب نہیں ہوں گے"

قرآن ان لوگوں سے یوں بھی مخاطب ہوتا ہے۔

"تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ کیسے فیصلے کرتے ہو"؟

خدا جانے تمہیں کیا ہو گیا ہے
خرد بیزار دل سے دل خرد سے

قرآن کے خطاب کا ایک مفہوم یہ بھی ہے۔

اس بدحالی میں جو قوم یا جماعت فلاح کے لئے غیروں کے دروازے سے خیر کی بھیک مانگتی ہو، بار بار در بدر خاک بسر ہوتی ہو، قرآن کہتا ہے کہ غیروں کے پاس جانے کے لئے

"اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں سو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہوگا"

یعنی دنیاو آخرت کے گھاٹے کے سوا انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔

کامیابی، اصلاحِ انقلاب، اور فلاح کی ایک ہی صحیح راہ ہے، ایک ہی طریقہ ہے اور ایک ہی صورت ہے جو حضور نبی کریم علیہ الوہ التحیتہ والتسلیم نے بتادیا۔ وہی حق ہے اور وہی آفاقی سچ ہے۔

"اس امت کے آخر کی اصلاح و فلاح اسی
طریقہ سے ہوگی جس سے اوّل کی ہوئی" (الحدیث)

جب یہ صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو پھر ملکی سلامتی کے لئے، قوم کی سلامت روی کے لئے، خیر غالب اور شر مغلوب کرنے کے لئے نئے سال کا نیا عزم اور نیا ولولہ لیکر اٹھیں۔ اس بھولے ہوئے سبق کو پڑھیں اور تازہ کر کے عہد کریں اور تجدید میثاق کریں۔

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے بس وہی باقی بتانِ آذری

بخاری اکیڈمی ملتان کی اہم مطبوعات

صاحب طرز ادیب، مفکر احرار چودھری افضل حق کی خود نوشت سوانح

میرا افسانہ

قیمت:۔/۱۱۰ روپے
رعایتی قیمت:۔/۷۰ روپے، ڈاک خرچ:۔/۱۰ روپے

تحقیق کی دنیا میں علماء اور دانشوروں سے دادو تحسین وصول کرنے والی اہم، تاریخی اور تہلکہ خیز کتاب

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر
ایک نئے مطالعے کی روشنی میں

بے پناہ اضافوں کے ساتھ دوسرا اور نیا ایڈیشن
مصنف: مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی — قیمت:
مقدمہ: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی — ۔/۱۵۰ روپے

مفکر احرار چودھری افضل حق کی تین شاہکار کتابوں کا مجموعہ

دیہاتی رومان
معشوقۂ پنجاب
شعور

عظیم مجاہد آزادی، فدائے احرار

مولانا محمد گل شیر شہید

● سوانح ● افکار ● خدمات

مؤلف: محمد عمر فاروق۔ صفحات ۲۰۴۔ قیمت:۔/۱۵۰ روپے

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

قلم برداشتہ — سید عطاء المحسن بخاری

دانش وری اور ٹٹ کاری

یہ دور یقین محکم رکھنے والوں کا عہد نہیں بلکہ فکری آوارگی کے ہیولوں کا عہد خراب ہے۔ علم دین سے نا آشنا، وحشی اور خود سر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی "روشن خیالی"۔ ان کی کھوپڑیوں سے چھلکتی ہوئی روشنائی ہی دین ہے۔ اور اعلیٰ درجے کے "داں شور" (دانشور) اس زعم میں مبتلا ہیں کہ ان کے نامہ ہائے سیاہ، خامہ ہائے سیاہ اور جامہ ہائے سیاہ میں جو بھی اور جیسی بھی تیرگی پوشیدہ و پنہاں ہے یا پیدا وہویدا ہے، وہی حسن ہے، حسنِ عمل ہے، حسن نظر ہے اور "دین" ہے۔

دو چار روز پہلے مقدمۂ پنجاب کے مقدمہ باز محمد حنیف رامے صاحب نے پی ٹی وی کی ایک تقریب میں اپنے "ایامِ نصرت" کی یاد تازہ کرتے ہوئے کہا...... "المصور، اللہ کا نام ہے مگر علماء فنونِ لطیفہ اور ثقافت پاروں کو عریانی کہتے ہیں۔ موسیقی نبیوں کا شیوہ رہا، علما اسے حرام قرار دیتے ہیں۔" اسے کہتے ہیں "عذرِ گناہ بدتر از گناہ"۔ یعنی دلیل واستدلال کی بجائے آدمی دلالی پر اتر آئے اور وہ بھی کوئلوں کی۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ منہ کالا تے نیلے پیر۔ محمد حنیف چودھری عرف رامے صاحب! المصور! اللہ کا نام ہے تو الجبار بھی اللہ کا نام ہے۔ اور "جبر" اس کی اصل ہے۔ اب آپ ایسے کنفیوزڈ اور معلق دانشور، مل مالک کے "جبر" کو برا کہتے ہیں حالانکہ وہ جبر، مل مزدوروں کی فلاح کے لئے ہوتا ہے۔ آپ ایسے "ہرے سرخے" کہتے ہیں کہ ہم کھیت مزدور پر جاگیر دار کے جبر کے خلاف آواز اٹھاتے رہیں گے، وہ کیوں؟ یہ جبر تو جاگیردار کے فنِ جاگیرداری کا مظہر ہے۔ فن پارہ ہے۔ ثقافت ریزہ ہے۔ ان فنی لطافتوں میں آپ کی نام نہاد انقلابی کثافتیں کیوں در آتی ہیں؟۔ پھر القہار بھی تو اللہ کا ہی نام ہے۔ سوویت یونین پر قہرِ الٰہیٰ ٹوٹا، برسا اور اسے سائبیریا بنا گیا تو آپ کے گھر میں صفِ ماتم کیوں بچھ گئی تھی؟ یہ بھی تو فطرت کی لطافت کا مظہر ہے۔ افغانستان میں حملہ آور ثقافت کا جنازہ نکل گیا تو یہ بجائے خود تمہاری ثقافت ہے۔ اس پر آپ لوگ کیوں منہ بسورتے رہے؟ آپ کے فنِ موسیقی والے تو کہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی آواز موسیقیت سے خالی نہیں۔ لہٰذا یہ ذرا جنگی، جدالی اور جدلیاتی موسیقی آپ بھی سنیئے اور سر دھنیئے، بقول آپ کے یہ نبیوں کا شیوہ ہے تو آپ بھی اس ساز و آواز کو (جسے آپ لوگ کلاشنکوف کلچر کہتے ہیں) اپنا شیوہ نہیں تو موسمی میوہ سمجھ کر ہی قبول و منظور کریں۔ اسے ظلم اور جبر مسلسل نہ کہیں۔ رامے صاحب! جس قسم کی دلیلیں آپ کے علم و حکمت کے موتی ہیں، ایسے موتی بکھیرنا اور رولنا کچھ مشکل نہیں۔ ہاں پی ٹی وی سینٹر میں بیٹھ کر یا (اردو محاورہ کے مطابق) ٹٹی کی اوٹ میں بیٹھ کر اور رعنا شیخ کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر آپ "ٹٹ کاری" کا جو بھی مظاہرہ کریں، اسے دانشوری مان لینا بہر حال مشکل ہے۔

رائے صاحب کے بھاشن کی گونج ختم نہیں ہوئی تھی کہ انہیں کے قبیل کے رجلِ کثیف مسٹر احمد فراز نے دانشوری بگھاری۔ لکھنؤ کے کسی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ..... "مذہب آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس کا اتنا جغرافیہ ہے کہ کسی نے ڈاڑھی رکھ لی، کسی نے چوٹی اور کسی نے بال"۔ بال تو فراز نے بھی رکھے ہوئے ہیں۔ پتا نہیں کیوں؟ یہ شاید اس تاریکی کی علامت ہیں جو فراز کے ذہنی جغرافیہ اور تاریخی ماضی کو محیط ہے۔ یا، فراز جانتے ہیں کہ بال کترنے سے مردہ ہلکا نہیں ہوتا۔ فراز بال دار نے مزید کہا کہ ...... "مجھ جیسے آدمی کے بچے کو قرآن پڑھانے کا یہ فائدہ ہوگا کہ اسے ایک نئی زبان سیکھنے کو مل جائے گی۔ لیکن پڑھنے والا جاہل ہوا تو وہ ملا کے اثر میں آجائے گا"۔ اس جملے میں دانشورانہ بلاغت کی زیادتی کی وجہ سے ایک تو یہ واضح نہیں ہورہا کہ "مجھ جیسے آدمی کے بچے" سے مراد موصوف کی اپنی ذات ہے یا اپنی اولاد؟ اگر اولاد مراد ہے تو مسئلہ بہت صاف اور سیدھا ہے کہ اس قسم کا بچہ اگر قرآن پڑھنے کے لئے ملا کے پاس جائے گا تو وہ یقیناً جاہل ہوگا چونکہ وہ ابن الجہالت ہوگا۔ وہی جہالت جس کے نشے سے سرشار ہوکر احمد فراز کہتے ہیں کہ...... "ہمارے ۸۰ فیصد لوگ غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ وہ ملا کے پاس چلے جاتے ہیں۔ وہ انہیں کہتا ہے کہ یہ مسجد ہے۔ یہ ڈاڑھی ہے ۔ یہ لوٹا ہے۔ یہ نماز کی جگہ ہے۔ وہ کافر ہے"۔ گویا ہمارے ۲۰ فیصد لوگ تو پڑھے لکھے ہیں، جیسے احمد فراز! جو ان کے پاس چلا جائے یہ اس سے کیا کہتے ہیں؟ شعر و غزل، مصوری، رقص و سرود و ساز۔ یعنی..... زندگی کا ہے گو ہے، کام ہے میراثی کا! شاعری کے "مسٹر پاکستان" احمد فراز کہتے ہیں کہ..... "خود کو موہن جودڑو سے جڑا ہوا محسوس کرتا ہوں۔ خود کو ماں باپ، آباء واجداد سے جدا نہیں کرسکتا۔ ان کا بھی تو کوئی مذہب ہوگا۔ مذہب تو بہت ہی غیر مستقل چیز ہے"۔ صد شکر کہ زندگی کے خرابوں میں خراب ہوہو کر، سلجھنے کے لئے بالاخر آپ نے لکھنؤ جا کر پھریری لی اور موہن جودڑو کے قریب ہوگئے۔ اپنے آباء و اجداد کو پالیا۔ خود کو موہن جودڑو سے جوڑنے والا اور اس "جوڑ" کو محسوس کرنے والا بھی، مذہب کو غیر مستقل کہتا ہے۔ کیا تضاد ہے؟ کیا رجعت پسندانہ ترقی پسندی ہے؟ اور اس پر مستزاد یہ فرمانا کہ ..... "مستقل تو زندگی کی قدریں اور تہذیبیں ہیں"۔ کونسی قدریں؟ کونسی تہذیبیں؟ موہن جودڑو سے لے کر آج تک کی قدریں اور تہذیبیں یا بندر پنے سے لے کر موہن جودڑو تک کی تہذیبیں اور قدریں؟ یا اس سے پہلے کی قدریں اور تہذیبیں؟..... "راگ دانشوری" کے یہ انترے اور استھائیاں احمد فراز جانیں، یا رائے صاحب جانیں۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ

لوگ آئینوں میں تکنے لگے چہرے اپنے
علم کے پیڑ سے تہذیب کا بندر اترا

❄ ❄

اقتباسِ خطاب: سید عطاء المحسن بخاری   ضبطِ تحریر: خادم حسین

رامے کی موسیقی اور اسلام

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے ۳۱ مئی کو دارِ بنی ہاشم ملتان میں خطبۂ جمعہ کے دوران مسٹر حنیف رامے کے بیان پر بھی تبصرہ کیا۔ تقریر کے اس حصہ کو جناب خادم حسین نے قارئینِ نقیب کے لئے نقل کر دیا ہے جو پیشِ خدمت ہے (ادارہ)

پنجاب کے ان پڑھ، بے وقوف سپیکر مسٹر حنیف چوہدری (المعروف حنیف رامے) نے کہا ہے کہ "موسیقی نبیوں کا شیوہ ہے" اس بین الاقوامی جاہل اعظم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ موسیقی اور غنائیت میں فرق ہے۔ غنائیت سُر کا نام ہے جبکہ موسیقیت ایک ٹھوس اور غیر جاندار جسم سے نکالی گئی آواز کا نام ہے۔ اور اسے یہ بھی نہیں پتہ آواز کہتے کسے ہیں۔ ہمارے بزرگوں پر اللہ کی رحمت ہو۔ فن تجوید پڑھا کے ہمارا یہ باب بھی مکمل کر گئے۔ کہ دو جسموں کے ملاپ سے جو آواز پیدا ہو۔ میراثی اس فن کو جانتا ہے وہ اسے سُر کہتا ہے۔ اس آواز کو اگر ڈھال لیا جائے تو فن تجوید کے اعتبار سے قرآن خوانی میں جو غنائیت ہے وہ بن جاتی ہے۔ آبشار ہو، پرندوں کی بولی ہو یا غنائیت ہو یا نعت خوانی ہو۔ کسی قسم کی انسانی، غیر انسانی آواز ہو، وہ صوتیت ہے۔ سُر ہے۔ غنائیت ہے۔ موسیقی نہیں ہے۔ حدیث میں ہے۔ کہ قرآن مجید کو غنا سے پڑھو۔ آنجناب ﷺ کا حکم ہے۔ اس لئے ہم مصری قاریوں پہ مرتے ہیں۔ سبحان اللہ جب وہ پڑھتے ہیں۔ زمین و آسمان وجد میں آجاتے ہیں۔ عبدالباسط کی اذان میں اس کی سانس کا میں نے وقفہ گنا۔ پنتالیس سیکنڈ ہے اس کی سانس۔ کسی آدمی کا سانس اتنا لمبا دکھائیے۔ اور اتنی بلندی پہ جا کے پڑھنے والا۔ جس طرح اس نے حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح کہا ہے۔ اتنی بلند آواز میں پڑھنا بڑا مشکل ہے۔ سوائے قرآن کے نہیں پڑھ سکتے۔ انترا ہی صحیح نہیں رہتا۔ یہ قرآن کا معجزہ۔ اس کی زندہ کرامت ہے۔ کہ جتنا زور لگا کر پڑھو گے اس کی لذتیت میں اضافہ ہو گا۔ اور اس کی غنائیت سارے جہاں کو جھومنے پر مجبور کر دے گی۔ موسیقی آلاتِ طرب سے پیدا ہونے والی آواز کو کہا جاتا ہے۔ اس نالائق کو اتنا معلوم نہیں ہے۔ بھٹو کے شباب کے زمانے میں بھٹو کی سیاست بھی جوان تھی۔ اور بڑے بڑے ایٹم بم اس کی جوانی میں بہہ گئے تھے۔ اس دور میں بھی اس نے یہ بھاشن دیا تھا۔ اور اب بھی یہی بھاشن دے ڈالا اور سب سے بڑی دلیل یہ لائے کہ جی وہ بنو نجار کی بچیوں نے دف بجا کے نبی ﷺ کا استقبال کیا تھا۔ اگر آپ نے دف دیکھی ہے تو میں چیلنج کرتا ہوں کہ دف کی آواز میں کوئی لذتیت نہیں ہے۔ آپ کسی بڑے سے بڑے میراثی سے اس کی گواہی دلوالیں، دف کی آواز کیا ہے۔ دَپ۔ دَپ۔ دَپ۔ اب اس میں کیا لذتیت ہے۔ جی بتائیں! اس سے کون مور پنکھی ناچ ناچے گا۔ دوسری بات یہ کہ مدینہ کی کافروں کی بیٹیوں نے دف بجائی تھی، مسلمانوں کی بیٹیوں نے نہیں۔ تیسری بات یہ کہ

اس کافر معاشرے کا استقبال کرنے کا اپنا کلچر کا حصہ تھا۔ اسلامی کلچر کا حصہ نہیں تھا۔ یہ کیوں نہیں سوچتے؟ یہ جاہل ان پڑھ لوگ۔ پڑھے لکھے کی کرسی پر بیٹھ کر غلاظت پھینکنے اور لگنے لگتے ہیں۔ اور اس سے سارے معاشرے کو بد بودار، متعفن بناتے ہیں۔ معاشرے میں سڑاند پیدا کرتے ہیں۔ گندے اور گندگی پھیلانے والے لوگ، یہ ناپاک معاشرے کے ناپاک افراد..... مسٹر فراز ہو، عاصمہ جہانگیر ہو، حنیف رامے ہو۔ یا اسی قسم کا پاگل فرزمان ہو۔ گدھے پر لدا ہوا ایک تنبورا۔ انہیں کیا معلوم دین کیا ہے؟ دین پڑھنے سے آئے گا۔ پڑھو پھر بات کرو۔ پھر میں دیکھوں تمہارے اندر کیا ہے؟ ایک اور بات مسٹر رامے نے یہ کہی ہے۔ کہ "حضور ﷺ نے اس کی تحسین کی۔" میں گنہگار طالب علم ہوں۔ پورے پاکستان کے پیپلز پارٹی کے مولوی گروپ اور مسلم لیگ کے مولوی گروپ تمام کو چیلنج کرتا ہوں کہ نبی ﷺ کی تحسین کا ایک جملہ حدیث کی کسی کتاب میں دکھا دیں کہ بنو نجار کی بچیوں کی دف بجانے پر حضور ﷺ نے فرمایا ہو۔ واہ واہ واہ۔ ماشاء اللہ بڑی اچھی بات ہے! کچھ نہیں فرمایا۔ خاموشی اختیار کی۔ اس لئے کہ وہ کافروں کی بچیاں تھیں اور کافروں کا کلچر تھا۔ ملتان کے مخدوم صدرالدین (پاک گیٹ) کا واقعہ یاد آیا ان کے حوض کو حوضِ کوثر کہا جاتا تھا اور اس کے اوپر پیپل کا درخت تھا۔ اسے کہتے تھے طوبیٰ۔ اس کے نیچے ساز بجتا تھا۔ اور مخدوم صاحب کہتے تھے مجھے اس ساز میں، اس موسیقی کی لذت میں، خدا نظر آتا ہے۔ میرے ابا نے کہا "مخدوم صاحب! اگر لوگوں کی بچیاں نچوا کے، ڈھول بجا کے، خدا نظر آتا ہے۔ تو بسم اللہ کیجئے۔ اپنی بچی کو نچوائیے۔ خود ہارمونیم بجائیے۔ خدا بہت جلدی نظر آئے گا" اس حنیف رامے کی بیٹی (مریم رامے) گاتی ہے۔ ٹی وی میں اچھلتی کودتی ہے۔ رامے صاحب! اپنی بیٹی کو ضرور نچوائیے مگر اسلام میں اس کا جواز پیدا نہ کریں۔

ساز و آواز کو اسلام سے کیا نسبت ہے؟
اگر کوئی نسبت ہے تو افشا کریں اخفا نہ کریں

....

فون بستانِ عائشہ: 511356 فون مدرسہ: 511961

طالبات کی دینی تعلیم و تربیت کی عظیم درسگاہ **مدرسہ بستانِ عائشہ**

میں دو نئی درسگاہیں زیرِ تعمیر ہیں اہلِ خیر سے التماس ہے کہ اس کارِ خیر کی تکمیل کے لئے فوری طور پر اپنے عطیات ارسال فرمائیں (جزاکم اللہ تعالیٰ)

ترسیل زر کے لئے:

بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک ڈرافٹ یا چیک: سید عطاء المحسن بخاری اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

مولانا ابو ریحان عبد الغفور

حضرت حسینؓ کے کربلائی خروج کی بنیاد کیا تھی؟

حضرت حسینؓ کے کربلائی خروج کی بنیاد کیا تھی؟ یزید کا ذاتی کردار یا اس کی ولیعہدی کا طریق کار؟ عام طور پر ان کے اس خروج کی بنیاد یزید کے ذاتی کردار یعنی اس کے فسق و فجور کو ہی بتایا جاتا ہے۔ ماسٹر محمد امین اکاڑوی صاحب بھی اسی قبیلہ سے ہیں۔ انہوں نے بھی یہی دعویٰ کیا اور اسی کو ثابت کرنے پر اپنا ایڑھی چوٹی کا سارا زور لگایا ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ان کے اس خروج کی بنیاد یزید کا فسق و فجور نہ تھا بلکہ انعقاد خلافت کا وہ طریق کار تھا جو اس کی ولیعہدی کیلئے اختیار کیا گیا تھا۔ (ادارہ)

شہادت حضرت عثمانؓ کے بعد مسلمان جس باہمی خانہ جنگی اور آپس کی جس خونریزی سے گزرے تھے اس کے پیش نظر حضرت معاویہؓ نے اپنی ذاتی رائے سے نہیں★ بلکہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تحریک و تجویز سے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولیعہد بنایا تاکہ ان کے بعد اس مسئلہ پر مسلمانوں کی تلواریں جمل و صفین کیطرح پھر آپس میں ایک دوسرے کے خلاف بے نیام نہ ہونے پائیں۔ تقرر خلیفہ کے اس طریق کار سے صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ صرف چار صحابہؓ نے اختلاف کیا۔ پانچواں نام حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بھی لیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے ثبوت میں نہ تو ان کا کوئی قول و فعل تاریخ میں ملتا ہے اور نہ وہ ان مذکورہ چار صحابہؓ کے ساتھ ہی اس سلسلے میں کھیں نظر آتے ہیں۔

★ حضرت معاویہؓ کی اپنی ذاتی رائے اور سوچ تو حضرت عمرؓ کی طرح چھ حضرات پر مشتمل ایک مجلس بنانے کی تھی کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ بنا لیا جائے، ان میں یزید کا نام اشارۃً و کنایۃً بھی شامل نہ تھا۔ چنانچہ قبیصہ بن جابر کہتے ہیں کہ مجھے، زیاد نے ایک کام سے حضرت معاویہؓ کی خدمت میں بھیجا، جب میں اپنا کام نمٹا چکا تو میں نے عرض کی "یا امیر المومنین! آپ کے بعد خلیفہ کون ہو گا؟" آپ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا

"یکون بین جماعۃ

کہ میرے بعد خلافت ایک جماعت کے درمیان ہوگی۔" پھر خود ہی اس جماعت کے یہ نام گنائے۔ حضرت سعید بن العاصؓ، ۲۔ حضرت عبداللہ بن عامرؓ۔ ۳۔ حضرت حسن بن علیؓ۔ ۴۔ حضرت مروان بن حکمؓ۔ ۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (البدایۃ والنہایۃ ص ۸۵/ ج ۸)

مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی لکھتے ہیں۔

"امیر معاویہؓ کو ابتک اس کا خیال بھی نہ گزرا تھا کہ اپنے بیٹے کو خلیفہ بنانے کی تمنا کریں، مغیرۃ بن شعبہ سے یہ الفاظ سن کر پہلی مرتبہ ان کی توجہ اس طرف مائل ہوئی الخ"۔ (تاریخ اسلام از نجیب آبادی ص ۷، ۲/ ج ۲)

لیکن ان چاروں یا پانچوں حضرات کا یہ اختلاف، ولیعہد کے ذاتی کردار سے متعلق نہ تھا۔ بلکہ ولیعہدی والے طریق کار سے متعلق تھا، ان کا کہنا یہ نہ تھا کہ ہم یزید کی بیعت اس لئے نہیں کرتے کہ وہ فاسق و فاجر اور نالائق و نااہل ہے۔ بلکہ وہ یہ کہہ رہے تھے۔ کہ ہمیں اس کی بیعت میں تامل اس لئے ہے کہ جس طریقے سے اس کو خلیفہ نامزد کیا گیا ہے سرے سے وہ طریقہ ہی غلط ہے، "ہر قلیتہ" و "کسرویہ" یعنی رومی و فارسی طریقہ ہے۔ چنانچہ جوں ہی ولیعہدی یزید کی بیعت کا حکم مدینہ منورہ پہنچا اور اس وقت کے گورنر مدینہ ---- مروان بن الحکم ---- نے مجمع عام میں لوگوں کو اس سے آگاہ کیا تو حضرت عبدالرحمان ابن ابی بکرؓ نے چھوٹتے ہی جو نقطہ اعتراض اٹھایا وہ یزید کے ذاتی کردار یعنی اس کے فسق و عدل سے متعلق نہ تھا بلکہ خلافت کیلئے اس نامزدگی کے طریق کار سے متعلق تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا۔

جعلتموها والله هر قلية وكسروية"

اور ایک روایتہ کے الفاظ ہیں۔

اجئتم بها هر قلية تبايعون لابناء كم"

یعنی اللہ کی قسم! تم نے اس کو ہر قلیت کسرویت بنا دیا ہے کہ اپنے بیٹوں کیلئے بیعت لینے لگے ہو۔

(البدایتہ ص ۸۹/ج ۸۔ فتح الباری ص ۵۷۷/ج ۸۔ عمدۃ القاری ص ۱۶۹/الجزء ۱۹ ۔ کامل ابن اثیر ص ۵۰۶/ج ۳۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۵۰، ۱۵۵۔ وغیرہا من شروح الحدیث والتواریخ)

پھر یہی کچھ ان کے بعد حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بھی کہا اور کیا چنانچہ ابن اثیر نے تصریح کی ہے کہ

"وقام الحسين بن على فانكر ذالک وفعل مثله ابن عمر و ابن الزبير۔"

(کامل ابن اثیر ص ۵۰۷/ج ۳)

(ان کے بعد حضرت) حسینؓ کھڑے ہوئے تو انہوں نے (بھی) اس تجویز سے اختلاف کیا اور ایسا ہی (حضرات) ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ نے (بھی) کیا)

پھر جب اس سلسلہ میں حضرت معاویہؓ خود مدینہ منورہ تشریف لائے اور ان حضرات سے اس معاملہ میں گفتگو کی تو ان سے بھی ان حضرات نے اختلاف ولیعہدی والے طریق کار کے نقطہ پر ہی کیا، یزید کے ذاتی فسق و عدل کا نام اشارۃً بھی کوئی اپنی زبان پر نہ لایا۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن عمرؓ تشریف لائے انہوں نے فرمایا کہ

"آپ سے پہلے بھی خلفاء ہو گزرے ہیں، ان کے بھی بیٹے تھے، آپ کا بیٹا ان کے بیٹوں سے کوئی بڑھ کر لائق فائق نہیں۔ انہوں نے اپنے بیٹوں کیلئے وہ رائے قائم نہیں کی تھی جو آپ اپنے بیٹے کیلئے کر رہے ہیں۔ بلکہ انہوں نے تو مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کو سامنے رکھا تھا۔" (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۰)

ان کے بعد حضرت معاویہؓ کی گفتگو حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے ہوئی انہوں نے فرمایا کہ

"آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے بیٹے کی ولیعہدی کا معاملہ تنہا آپ کے ہی سپرد کر دیں؟ واللہ! ایسا ہرگز نہ ہوگا ہم تو یہ معاملہ مسلمانوں کے مشورہ میں ہی رکھیں گے (کہ وہی اپنی مرضی سے اپنا خلیفہ مقرر کرنے کے مجاز ہیں)" (ایضاً)

ان کے بعد حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ تشریف لائے تو انہوں نے فرمایا کہ

"اگر آپ بذات خود امارت (وخلافت) سے اکتا چکے ہیں تو ایک طرف ہوجایئے پھر اپنے بیٹے کو آگے لایئے تو ہم اس ہی کی بیعت کرلیں گے۔ ورنہ اگر آپ کی بیعت کے ہوتے ہوئے آپ کے بیٹے کی بھی بیعت کرلیجائے تو آپ ہی بتلایئے کہ پھر ہم آپ دونوں باپ بیٹوں میں سے کس کی سنیں مانیں گے اور کس کی ٹالیں گے؟ اس لئے بیک وقت آپ دونوں باپ بیٹوں کی بیعت نہیں کیجاسکتی (کہ ایک وقت میں دو خلیفہ نہیں ہوسکتے)۔ (ایضاً)

ابن اثیر کا بیان ہے کہ اس کے بعد یہ چاروں حضرات مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے گئے۔ پیچھے حضرت معاویہؓ بھی پہنچے، انہوں نے وہاں پھر ان حضرات سے اس موضوع پر گفتگو کرنا چاہی تو ، حضرات نے فرداً فرداً گفتگو کرنے کی بجائے حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ کو اپنا نمائندہ بنادیا۔ اس موقع پر بھی یہ حضرات، تقرر خلیفہ کے طریق کار کو ہی زیر بحث لائے یزید کے فسق وعدل کا کوئی ذکر مذکور اس دفعہ بھی انہوں نے نہیں کیا چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا کہ

"آنحضرت ﷺ سے لیکر حضرت عمرؓ تک جن جن طریقوں سے خلیفہ کا تقرر ہوتا رہا ہے ان میں سے جو طریقہ بھی آپ اختیار کریں ہم اسے قبول کرنے کیلئے تیار ہیں (ان کے علاوہ اور کوئی جدید طریقہ ہمیں قبول نہیں)"

حضرت معاویہؓ نے باقی حضرات سے پوچھا "آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟" انہوں نے بیک زبان ہو کر فرمایا

"قولنا، قولہ"

کہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جو (ہمارے نمائندے) ابنؓ زبیر نے کہا ہے۔ (کامل ابن اثیر ص ۵۱۰/ج ۳)

یہ تو بات تھی یزید کیلئے ولیعہدی کی بیعت کے موقع کی۔ ۶۰ھ میں حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد جب موقع آیا اس کیلئے خلافت کی بیعت کا؟ تو اس وقت تک ان حضرات میں سے ایک یعنی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ تو جنت کو سدھار گئے تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ، اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ دو نے اس کی بیعت کرلی تھی۔ باقی صرف دو یعنی حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہی ابھی تک اپنی رائے پر قائم تھے۔ جب ان سے بھی خلافت یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا گیا تو بیعت تو انہوں نے اگرچہ اس وقت بھی نہ کی لیکن اپنے اس تخلف کی بنیاد یزید کے فسق و فجور کو اب بھی قرار نہیں دیا۔ بلکہ جب اس وقت کے گورنر مدینہ ---- ولید بن عتبہ ---- نے ان دونوں بزرگوں کو بلا کر ان کے سامنے یزید کی بیعت کی بات رکھی تو عام روایات کے مطابق حضرت حسینؓ نے تو یہ فرمایا کہ

"مجھ جیسا آدمی چھپ کر بیعت نہیں کیا کرتا اور پھر تم بھی تو میری اس خفیہ بیعت کو کافی نہ سمجھو گے۔ بلکہ علانیہ کا بھی مطالبہ کروگے اس لئے جب تم اور لوگوں کو بیعت کیلئے بلاؤ تو ہمیں بھی بلا بھیجنا تاکہ معاملہ ایک ہی دفعہ میں نمٹ جائے۔"

رہے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ؟ تو وہ ایک دن کی مہلت لیکر راتوں رات مکہ مکرمہ نکل گئے؟ اس کے سوا کچھ اور انہوں نے بھی نہ کہا نہ کیا۔

(طبری ۲۵۱/۴۔ البدایۃ ص ۱۴۷/ج ۸۔ کامل ابن اثیر ص ۱۵، ۱۶/ج ۴۔ الاخبار الطوال ص ۲۲۶)

لیکن حافظ ابن عبدالبر کا بیان ہے کہ گورنر مدینہ کیطرف سے طلب بیعت کے جواب میں دونوں ہی بزرگوں نے یہ فرمایا تھا کہ

"مثلنالا يبايع سراً ولكنا نبايع على رؤس الناس اذا اصبحنا۔"

(ہم جیسے آدمی خفیہ بیعت نہیں کیا کرتے لیکن ہم تو بوقت صبح لوگوں کے سامنے (علی الاعلان) بیعت کریں گے)

وہاں سے یہ حضرات اپنے گھروں کو لوٹے، پھر (کچھ اور سوچکر صبح کا انتظار کئے بغیر) راتوں رات ہی مکہ مکرمہ کیطرف نکل گئے۔ (الاستیعاب علی الاصابہ ص۳۸۱/ج۱)

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوالی نے فسق یزید پر "خارجی فتنہ حصہ دوم" کے نام سے چھ سو اسی صفحات کی ایک ضخیم کتاب لکھی ہے، اس میں یزید کو فاسق و فاجر بنانے پر جتنا زور وہ لگا سکتے تھے انہوں نے لگایا ہے بلکہ اس کو اپنی زندگی کا ایک اہم مشن بنایا ہوا ہے لیکن اپنی تمامتر کوشش کے باوجود وہ بھی حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف منسوب کر کے یزید سے متعلق انتہائی بات اس کے سوا اور کچھ نہیں نقل کر سکے کہ گورنر مدینہ کی مجلس سے باہر آ کر ان حضرات نے صرف اتنا فرمایا کہ

"هو يزيد الذى نعرف، والله ماحدث له عزم ولا مروءة"

(یہ وہی یزید ہے جسے ہم پہچانتے ہیں۔ اللہ کی قسم! نہ اس میں پختگی پیدا ہوئی ہے اور نہ مروت)

(خارجی فتنہ حصہ دوم ص ۳۴۷ بحوالہ البدایۃ ص ۱۶۲/ج ۸)

لیکن سب جانتے ہیں کہ پختگی و مروت پیدا نہ ہونے کا یعنی دنیا کی کسی بھی لغت میں فاسق و فاجر ہونا نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی ان حضرات نے اس لئے فرمائی تھی کہ ان کے مقابلہ میں یزید ابھی گویا بچہ ہی تھا۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت اصح قول کے مطابق سن ۱ ہجری میں اور حضرت حسینؓ کی ۴ ہجری میں ہوئی جبکہ یزید کی ولادت میں ۲۲ھ، ۲۵ھ، ۲۶ھ اور ۲۷ ہجری کے اقوال ہیں اور ادھر بیعت خلافت کا واقعہ ۶۰ ہجری کا ہے۔ اس اعتبار سے ۶۰ھ میں حضرت ابن زبیرؓ کی عمر ساٹھ سال حضرت حسینؓ کی چھپن سال بنتی ہے جبکہ یزید تینتیس ۳۳ سے اڑتیس ۳۸ سال کا ٹھہرتا ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ ساٹھ اور چھپن سال کے عمر رسیدہ صحابہ میں جو پختگی اور مروت ہو سکتی ہے۔ وہ تینتیس ۳۳ اور اڑتیس سالہ غیر صحابی نوجوان میں کہاں ہو سکتی ہے۔ اس لئے ان حضرات کی یہ بات تو بالکل بجا ہے کہ یزید میں اس وقت تک ان حضرات جیسی عمر کی پختگی و مروت پیدا نہیں ہوئی تھی لیکن اس سے ان حضرات کا اس کو فاسق و فاجر کہنا ہرگز لازم نہیں آتا کیونکہ پختگی و مروت کا پیدا نہ ہونا فاسق و فاجر ہونے کو ہرگز ہرگز مستلزم نہیں ہے۔

الغرض یزید کی ولیعہدی اور خلافت سے اختلاف کرنے والے حضرت حسینؓ سمیت چاروں پانچوں ہی صحابہؓ نے اس سلسلے کے اپنے مکالمات و مذاکرات کے کسی بھی مرحلے میں اپنے اس اختلاف کی بنیاد یزید کے فسق و فجور کو قرار نہیں دیا بلکہ ولیعہد کی ذات سے ہرگز نہ تھا بلکہ ولیعہدی والے طریق کار سے تھا۔ وہ اعتراض یہ نہ کر رہے تھے کہ باپ اپنے فاسق و فاجر اور نالائق و نااہل بیٹے کو اپنا جانشین کیوں بنا رہا ہے۔ بلکہ ان کا اعتراض باپ کے بعد مطلقاً بیٹے کی جانشینی پر تھا۔ خواہ بیٹا، فاسق و فاجر ہو یا عادل صالح چنانچہ ان حضرات نے اس موقع پر جس "ہرقلیت" و "کسرویۃ" کا حوالہ دیا تھا اس میں بھی دستور اپنے صرف بد کردار و بد چلن اور نالائق و نااہل بیٹوں کو ہی باپوں کے بعد جانشین بنانے کا نہ تھا بلکہ اچھے برے ہر قسم کے بیٹوں کو جانشین بنانے کا تھا۔ اس لئے ان حضرات کا یزید کی ولیعہدی کو "ہرقلیۃ" و "کسرویۃ" کہنا ہی بجائے خود اس بات کی کافی اور شافی دلیل ہے کہ اس سلسلے میں حضرت

حسینؓ کا اپنے ساتھیوں سمیت اختلاف، باپ کے بعد بیٹے کی جانشینی کے حوالہ سے تھا، بیٹے کے فسق و عدل کے حوالہ سے ہرگز نہ تھا۔

دوسری بات جس کی وضاحت اس سلسلے میں ضروری ہے یہ ہے کہ حضرت حسینؓ اور ان کے ہمنوا تین چار صحابہؓ کا یہ اختلاف، یزید سے نہ تھا بلکہ حضرت معاویہؓ اور ان کے ہمنوا صحابہؓ و تابعینؒ سے تھا۔ کیونکہ ولیعہدی کے جس طریق کار سے حضرت حسینؓ نے اختلاف کیا تھا وہ طریق کار اختیار کیا ہوا یزید کا نہ تھا بلکہ صحابہؓ و تابعینؒ کا اختیار کیا ہوا تھا۔ صحابہؓ نے ہی اس کی ولیعہدی کی تحریک و تجویز پیش کی تھی اور صحابہؓ و تابعین رحمۃ اللہ علیہ نے ہی اس کی تائید کی تھی۔ یزید تو نہ اس ولیعہدی کا مدعی تھا اور نہ اس کا اصل محرک و مجوز ہی۔ لہذا اس سے تو حضرت حسینؓ کا یہ اختلاف ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ بلکہ انہی سے ہو سکتا تھا جو اس طریق کار کے محرک و مجوز اور مؤید و نافذ کنندہ تھے اور وہ حضرت معاویہؓ اور ان کے ہمنوا سینکڑوں صحابہؓ و تابعین رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے نہ کہ خود یزید، حضرت حسینؓ اور ان کے ہمنوا صرف تین چار صحابہؓ کے مدمقابل ان سینکڑوں صحابہؓ و تابعینؒ کا موقف یہ تھا کہ ولیعہدی کا جو طریق کار یزید کیلئے اختیار کیا جارہا ہے یہ "ہرقلیت" و "کسرویت" ہرگز نہیں ہے کیونکہ "ہرقلیت و کسرویت" تو باپ کے بعد بیٹے کی وہ جانشینی ہے جو محض وراثتہً ہو، بیٹے کی لیاقت و قابلیت سے قطع نظر کر کے ہو، رعایا کے عوام و خواص میں سے کسی کی بھی رائے کا اس میں کوئی دخل عمل نہ ہو، بس باپ کے فیصلے کو ہی رعایا پر ٹھونس دیا گیا ہو۔ جبکہ یہاں معاملہ ایسا نہ تھا۔ یزید کو محض وراثتہً باپ کا جانشین نہ بنایا جارہا تھا۔ اس کا تو نہ باپ نے کبھی سوچا تھا اور نہ بیٹے کو ہی اس کا خیال آیا تھا بلکہ رعایا میں سے ہی بعض صحابہؓ کی تحریک و تجویز پر اس کی جانشینی کی بات چلی تھی، پھر صرف اس تحریک و تجویز پر ہی جانشینی کا فیصلہ نہ کر دیا گیا تھا بلکہ پورے عالم اسلام سے اس بارے میں رائے طلب کی گئی تھی، چار یا پانچ صحابہؓ کے علاوہ ہر طرف سے تائید حاصل ہو جانے کے بعد اس کا فیصلہ کیا گیا تھا، نیز یہاں رعایا پر اس کی مرضی کے خلاف باپ کا اپنے فیصلے کو ٹھونسنا تو درکنار یہاں تو خود باپ نے ہی اپنی رعایا کی تحریک و تجویز اور تائید کے سامنے چھ رکنی مجلس والی اپنی رائے چھوڑ دی تھی۔ رہی بات اہلیت و قابلیت کی؟ تو یزید فی الواقع ولیعہدی کے اہل و قابل تھا یا نہیں ★ لیکن اس موقع پر ملحوظ اس چیز کو بھی ضرور رکھا گیا تھا۔ اہلیت و قابلیت کو بالکل ہی نظر انداز کر کے محض خلیفہ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے اس کو ولیعہد نہ بنایا گیا تھا۔

★ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس اللہ سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

"یزید کو متعدد معارک جہاد میں بھیجنے اور جزائر ابیض اور بلاہائے ایشیاء کوچک کے فتح کرنے حتیٰ کہ خود استنبول (قسطنطنیہ) پر بڑی بڑی افواج سے حملہ کرنے وغیرہ میں آزمایا جا چکا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ معارک عظیم میں یزید نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔" (مکتوبات شیخ الاسلام مکتوب نمبر ۸۸ ج ۱ صفحہ ۲۷۱)

مورخ اسلام علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ، آنحضرت ﷺ کی ایک بشارت کا مصداق بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یہ بشارت سب سے پہلے امیر معاویہؓ کے عہد میں پوری ہوئی اور دیکھا گیا کہ دمشق کی سرزمین پر اسلام میں سب سے پہلے تخت شاہی بچھایا جاتا ہے اور دمشق کا شہزادہ یزید اپنی سپہ سالاری میں مسلمانوں کا پہلا لشکر لیکر بحر اخضر میں جہازوں کے بیڑے ڈالتا ہے اور دریا عبور کر کے قسطنطنیہ کی چار دیواری پر تلوار مارتا ہے۔" (سیرۃ النبی ﷺ ص ۳۸۶/ج ۳۔ دار الاشاعت کراچی)

چنانچہ حضرت معاویہؓ نے ایک دفعہ خطبہ میں یہ دعا فرمائی کہ

"اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے اس (یزید) کو اس لئے ولیعہد بنایا ہے کہ وہ میری رائے میں اس کا اہل ہے تو اس کیلئے اس ولایت کو پورا فرما دے، اور اگر میں نے اس کو اس لئے ولیعہد بنایا ہے کہ مجھے اس سے محبت ہے تو اس ولایت کو اس کیلئے پورا نہ فرما۔" (البدایۃ ص ۸۰/ج ۸)

دوسرے مؤرخین نے حضرت معاویہؓ کی یہ دعا اس طرح نقل کی ہے۔

"اے اللہ! اگر میں نے یزید کو اس کی فضیلت دیکھ کر ولیعہد بنایا ہے تو اس کو اس مقام تک پہنچا دے جس کی میں نے اس کے لئے امید کی ہے اور اس کی مدد (بھی) فرما اور اگر مجھے اس کام پر صرف اس محبت نے آمادہ کیا ہے جو باپ کو بیٹے سے ہوتی ہے اور فی الواقع وہ اس منصب کا اہل نہیں ہے تو اس کو اس منصب تک پہنچنے سے پہلے ہی موت دیدے۔" (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۹ - نور محمد کراچی)

صحابہ کرامؓ کے ان دونوں مؤقفوں میں سے کونسا موقف، صحیح یا اصح تھا؟ اس وقت ہماری بحث اس سے نہیں، یہاں تو ہم صرف یہ بتا رہے ہیں کہ حضرت حسینؓ کا یہ اختلاف، یزید سے نہ تھا بلکہ صحابہؓ و تابعین رحمۃ اللہ علیہ سے تھا اور اختلاف بھی یزید کی ذات اور اس کے فسق و عدل سے متعلق نہ تھا بلکہ تقرر خلیفہ کے طریق کار سے متعلق تھا۔

تیسری بات یہاں یہ ملحوظ رکھنی چاہیئے کہ حضرت حسینؓ کا ولیعہدی والے اس طریقے سے اختلاف بھی اس کے مطلقاً جواز و عدم جواز کی بنیاد پر نہ تھا بلکہ مسلمانوں میں جمل و صفین کیطرح پھر سے تلواریں بے نیام ہو جانے جیسے خدشات و خطرات کے پیش نظر یہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا۔ ان کے فی الواقع موجود ہونے نہ ہونے کی بنیاد پر تھا۔ یعنی ان کے اختلاف کی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ اس طریقہ سے خلیفہ کا تقرر بالکل ہی ناجائز سمجھتے تھے۔ بلکہ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ ان کے نزدیک وہ خدشات و خطرات ابھی تک فی الواقع موجود ہی نہ تھے۔ جن کے پیش نظر یہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا۔ اس وقت کے حالات سے متعلق ان کا تجزیہ یہ تھا کہ وہ پوری طرح پرامن اور نبوی یا صدیقی یا فاروقی طریقہ انتخاب کیلئے بالکل سازگار ہیں، خلیفہ کا تقرر اگر ان طریقوں میں سے کسی طریقہ سے کیا جائے تو مسلمانوں میں جمل و صفین جیسی کسی خانہ جنگی و خون ریزی کا کوئی خطرہ، خدشہ نہیں ہے، ورنہ ان خطرات و خدشات کی فی الواقع موجودگی میں حضرت معاویہؓ اور اس دور کے دیگر تمام صحابہؓ و تابعینؒ کی طرح وہ بھی تقرر خلیفہ کے اس طریقہ کو بالکل جائز ہی جانتے تھے۔ یہ ایسے ہے جیسے امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرات صاحبین (رحمۃ اللہ علیہ) کے درمیان صابئی فرقہ کی عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے، ان کا یہ اختلاف در حقیقت دلیل اور اصل حکم کا اختلاف نہیں بلکہ صابئی فرقہ کے مذہب کی تحقیق کا اختلاف ہے، امام صاحب کو اس کا اہل کتاب ہونا متحقق ہوا تو وہ جواز کے اور صاحبین کو اس کا غیر اہل کتاب ہونا متحقق ہوا تو وہ عدم جواز کے قائل ہو گئے۔ ورنہ اصل حکم اور اس کی دلیل میں سب کا اتفاق ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز اور غیر اہل کتاب کفار و مشرکین کی عورتوں سے ناجائز ہے۔ ایسے ہی یہاں بھی صحابہؓ کے درمیان یہ اختلاف در حقیقت ولیعہدی کے اصل حکم اور اس کی دلیل میں نہ تھا بلکہ حالات کے پرامن یا پرخطر ہونے کی تحقیق میں تھا۔ عام صحابہؓ کو حالات پرخطر معلوم ہوئے۔ لہذا ان کی رائے انعقاد خلافت کیلئے ولیعہدی والا طریقہ اختیار کرنے کی ہوئی، حضرت حسینؓ اور ان کے ہمنوا تین چار صحابہؓ

کو حالات پر امن محسوس ہوئے ان کی رائے انعقاد خلافت کیلئے نبوی یا صدیقی یا فاروقی طریقہ کو اختیار کرنے کی ہوئی۔ ورنہ اصل حکم میں سب کا اتفاق تھا کہ پر امن حالات میں خلافت کا انعقاد، نبوی یا صدیقی یا فاروقی طریقہ سے ہی ہونا چاہیئے لیکن حالات اگر پر خطر ہوں تو پھر ولیعہدی والا طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے جب یہ طریقے پیش کئے تھے تو حضرت معاویہؓ نے ان کا، انکار نہیں کیا تھا بلکہ نبوی طریقہ پر تو فرمایا کہ آج تم میں ابو بکرؓ جیسا کون ہے کہ جس پر سب کا اتفاق ہو جائے؟ اور فاروقی طریقہ تو وہ خود اختیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہی تھے صحابہ کی تحریک و تجویز سے وہ ولی عہدی کی طرف آئے تھے۔ اسی طرح حضرت حسینؓ کو بھی کربلا پہنچ کر حالات کا پُرخطر ہونا متحقق ہو گیا اور جن خطرات و خدشات کے پیش نظر ولیعہدی والا طریقہ اختیار کیا گیا تھا، اپنی آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کر لیا تو پھر وہ، یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دینے پر فوراً راضی ہو گئے تھے اگر وہ ولیعہدی کو ہر حالت میں بالکل ہی ناجائز سمجھتے ہوتے تو ناممکن تھا کہ وہ اب اس کو قبول کرنے پر راضی ہو جاتے حالانکہ یہ ایک ناقابل انکار تاریخی حقیقت ہے کہ وہ کربلا پہنچ کر یزید کے پاس جانے اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینے یعنی بیعت کرنے پر صرف راضی ہی نہیں★ ہو گئے تھے بلکہ اس پر عمل درآمد کرنے کیلئے دمشق روانہ ہو گئے تھے۔

★ حضرت حسینؓ حتیٰ اضع یدہ فی یدہ والی تیسری شرط کا آج کل کے بعض حضرات، انکار کرتے ہیں لیکن یہ ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے کہ اس کا انکار کرنا اپنی ہی ثقاہت ہو بٹا لگانا ہے۔ تاریخ ور جال وغیرہ کی شاید ہی کوئی کتاب ایسی ہو گی جس میں واقعہ کربلا کا ذکر آیا ہو اور اس میں یہ تیسری شرط ذکر نہ کی گئی ہو ورنہ جہاں بھی یہ واقعہ بیان ہوا ہے اکثر و بیشتر وہاں یہ شرط بھی ضرور مذکور ہوئی ہے مثلاً دیکھئے تہذیب تاریخ دمشق ص ۳۳۸ ج ۴۔ کامل ابن اثیر ص ۵۴ ج ۴۔ البدایہ ص ۱۷۰ ج ۸۔ الاصابہ ص ۳۳۴ ج ۱۔ فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۴۷۱ ج ۲۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۵۸۔ النبراس شرح، شرح عقائد ص ۵۵۱ (اس کے تو الفاظ ہی "احملونی الی یزید لا بالعیہ۔ہیں) وغیرہ حتیٰ کہ اس کا انکار کرنے کی جرات تو شیعہ بھی نہیں کر سکے وہ بھی اپنی کتابوں میں اس کو ذکر کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ مثلاً دیکھئے تلخیص الشافی" ص ۴۷۱ بحوالہ بے نظیر والا جواب مناظرہ ص ۲۱۶ ---- یہ حضرات، ایک عقبہ بن سمعان کی روایت کی بنیاد پر اس کا انکار کرتے ہیں لیکن عقبہ کی اس بات کو خود شیعہ ہی رد کر چکے ہیں دیکھو روح اسلام ترجمہ اسپرٹ آف اسلام "از جسٹس امیر علی شیعہ۔ ص ۴۵۸ طبع پنجم لاہور۔ اس شرط کا انکار کرنے والے حضرات کو اس کی مجبوری اس لئے پیش آئی کہ وہ، حضرت حسینؓ کے کربلائی خروج کی بنیاد اپنی طرف سے یزید کے فسق و فجور کو قرار دے بیٹھے تھے، اب اگر وہ اس شرط کو مانتے تھے تو ان پر اعتراض آتا تھا کہ "حضرت حسینؓ کا یہ خروج اگر یزید کے فسق و فجور کی ہی بنیاد پر تھا تو پھر کربلا پہنچ کر وہ اسی فاسق و فاجر کے ہاتھ میں ہاتھ دینے پر راضی کیوں اور کیسے ہو گئے تھے؟ کیا یہاں پہنچ کر یزید کا فسق و فجور دم کے دم میں ختم ہو گیا اور وہ پلک جھپکنے میں عادل و صالح بن گیا تھا یا حضرت حسینؓ نے ہی اس کے اس فسق و فجور سے سمجھوتا کر لیا تھا جس کی بنیاد پر وہ یہ خروج کر کے آئے تھے؟"

اس اعتراض کا کوئی معقول جواب چونکہ ان کے پاس نہ تھا اس لئے انہوں نے سرے سے اس شرط کا ہی انکار کر دیا کہ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔" لیکن ہم بتا آئے ہیں کہ حضرت حسینؓ کے اس خروج کی فسق و فجور یزید والی یہ بنیاد ہی من گھڑت ہے خود حضرت حسینؓ سے کہیں بھی کسی معتبر سند سے منقول نہیں ہے۔ لہٰذا ان کی اس تیسری شرط کے انکار کی نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ کوئی مجبوری۔

ان کا یہ راضی ہونا کسی خوف و لالچ یا یزیدی فسق و فجور سے کسی قسم کے سمجھوتے کی وجہ سے ہرگز نہ تھا اور نہ یہ اپنے سابقہ موقف سے رجوع ہی تھا بلکہ اپنے سابقہ موقف ہی کے مطابق عمل تھا۔ پہلے بھی ان کا موقف ہی تھا کہ خدشات و خطرات اگر وہی ہوں جن کے حوالہ سے ولیعہدی والا یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے تو خلیفہ کا تقرر اس طریقہ سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ اب تک جو اس کو قبول نہ کیا تھا تو صرف اس وجہ سے کہ ان کے نزدیک ان خدشات و خطرات کافی الواقع موجود ہونا ہی ابھی تک متحقق نہ ہوا تھا، کربلا پہنچ کر جب ان کے فی الواقع موجود ہونے کا مشاہدہ ہو گیا تو اس کو فوراً قبول کر لیا۔ غرضیکہ صحابہؓ سے حضرت حسینؓ کا یہ اختلاف واقعی نہ تھا بلکہ محض واقعاتی تھا اور پھر وہ بھی مستمر نہ تھا بلکہ آخر میں اتفاق ہی بن گیا تھا۔

اس صورت میں حضرت حسینؓ کا ولیعہدی کے مسئلہ میں اس دور کے صحابہ سے اختلاف و اتفاق اور ان کا کربلائی خروج، اول سے آخر تک بالکل صحیح اور ایک رہتا ہے، نہ کہیں اس کو غلط کہنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور نہ کہیں سابقہ موقف سے انکے رجوع کا ہی قائل ہونا پڑتا ہے اور نہ ان پر اس قسم کا کوئی اعتراض ہی وارد ہوتا ہے کہ یزید اگر فاسق و فاجر تھا اور اس کی ولیعہدی سے اختلاف، بیعت سے تخلف اور پھر یہ کربلائی خروج! گر انہوں نے اس کے اس فسق و فجور کی بنیاد پر ہی کیا تھا تو پھر کربلا پہنچ کر اس فاسق و فاجر کے ہاتھ دینے پر راضی کیوں ہو گئے تھے؟ اور اگر وہ ایسا نہ تھا، اس کی ولیعہدی اور بیعت، ناجائز نہ تھی تو پھر انہوں نے صحابہؓ سے یہ اختلاف اور اس کے خلاف یہ خروج کیوں کیا تھا؟ جبکہ ان کے اس اختلاف کو واقعی ٹھہرانے اور تخلف و خروج کی بنیاد یزید کے فسق و فجور کو قرار دینے میں ان کا دامن اقدس اس قسم کے اعتراضات سے پاک صاف ہرگز نہیں رہ سکتا، کوئی نہ کوئی اعتراض، انپر یا ان کے مدمقابل صحابہؓ و تابعینؒ پر ضرور ہی آ کر رہتا ہے۔

چوتھی بات اس سلسلے میں یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کربلائی خروج کی صحت، یزید کے فسق و فجور پر موقوف نہیں ہے کہ اگر وہ فاسق و فاجر ہو تو ان کا یہ خروج، صحیح ٹھہرے اور اگر وہ عادل و صالح ثابت ہو جائے تو ان کا یہ خروج، غلط اور بغاوت قرار پائے۔ بلکہ اس کی صحت، اصولِ اجتہاد اور قواعد عدالت و بغاوت اور ضابطہ انعقاد خلافت پر مبنی ہے۔ بالفاظ دیگر حضرت حسینؓ کے اس خروج کی صحت، اصولی، قانونی اور مستقل ہے محض تقابلی، اضافی اور غیر مستقل نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے "شہادت امام حسینؓ و کردار یزید" میں اس کا صحیح ہونا اصول و قواعد کی رو سے ہی ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد اس کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یزید کو ضرور بالضرور فاسق و فاجر ہی بنانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ فاسق و فاجر ثابت ہو تب بھی حضرت حسینؓ کا یہ خروج اپنی جگہ بالکل صحیح رہتا ہے اور اگر وہ صالح و عادل ثابت ہو جائے تب بھی یہ خروج اپنی جگہ بدستور صحیح ہی رہتا ہے۔ یزید کے فسق و عدل کا اس کی صحت پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ہمارے دور کے اپنے آپ کو اہل السنۃ بلکہ ترجمانِ اہل السنۃ کہلوانے والے جن لوگوں نے یزید کو فاسق و فاجر اور زانی و شرابی وغیرہ وغیرہ ثابت کرنا بلکہ زبردستی بنانا اپنی زندگی کا ایک مشن بنا رکھا ہے، جو ہر کسی سے اس سلسلے کے اپنے ہر اتفاق و اختلاف کی آخری تان یزید کے فسق و فجور کے اقرار و اعلان پر ہی جا کے توڑتے ہیں، جن کی اس سلسلے کی آخری بات ہی یہ ہوتی ہے کہ "یزید کے فاسق و فاجر ہونے کا اقرار و اعلان کر دیا جائے تو ہمارا

اختلاف ختم ہو سکتا ہے۔" ان بزعم خود سنیت کے علمبرداروں کی مجبوری یہی ہے کہ انہوں نے حضرت حسینؓ کے کربلائی خروج کی صحت کو اصولِ اجتہاد اور قواعد عدالت و بغاوت پر مبنی کرنے کی بجائے یزید کے فسق و فجور پر مبنی کر رکھا ہے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ اس کا صحیح ہونا تبھی ثابت ہو سکتا اور ثابت رہ سکتا ہے جبکہ یزید کا فاسق و فاجر ہونا اور رہنا ثابت کیا جائے بلکہ اس صورت میں اس کو جتنا بڑا فاسق و فاجر بنایا جائیگا حضرت حسینؓ کا یہ خروج اتنا ہی زیادہ صحیح بنے گا۔ اس لئے یہ علمبرداران مسلک اہل السنۃ اپنا ایڑی چوٹی کا سارا زور یزید کو فاسق و فاجر بنانے اور بنائے رکھنے بلکہ جہاں تک ہو سکے اس کو بڑھانے چڑھانے پر لگاتے رہتے ہیں تاکہ اس طرح وہ حضرت حسینؓ کے کربلائی خروج کو صحیح ثابت کرا اور رکھ سکیں۔ کیونکہ اگر وہ فاسق و فاجر نہ بنے یا نہ رہے تو پھر ان لوگوں کی یہ تقابلی منطق حضرت حسینؓ کے اس خروج کو غلط اور بغاوت بناتی ہے۔ لہذا یہ اپنی اس سبائیانہ تقابلی منطق کے ہاتھوں مجبور ہیں کہ یزید کو ہر ممکن فاسق و فاجر ہی بنائیں اور بنائے رکھیں بلکہ جہاں تک ہو سکے اس کو بڑھاتے چڑھاتے رہیں۔ حالانکہ حضرت حسینؓ کے اس خروج کی اس تقابلی تصحیح میں کئی خرابیاں ہیں۔

الف: سب سے بڑی خرابی تو یہ ہے کہ اس میں حضرت حسینؓ کی توہین و تنقیص ہے کیونکہ اس میں یزید کو ان کا مدمقابل بنا دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس کو فاسق و فاجر کی بجائے خواہ کتنا عادل و صالح ہی فرض کیوں نہ کر لیا جائے وہ تب بھی حضرت حسینؓ کے مدمقابل ہونا تو درکنار ان کی تو خاکِ پا کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اس کو حضرت حسینؓ کے مدمقابل لانا ہی حضرت حسینؓ کی کسرِ شان ہے خواہ اس کے بعد اس کو فاسق و فاجر بنا کر حضرت حسینؓ کے کربلائی خروج کو صحیح ہی کیوں نہ بنا دیا جائے، کیونکہ حضرت حسینؓ صحابی ہیں جبکہ یزید، صحابی نہیں ہے اور صحابی کے مقابلے میں کسی صحابی کو ہی لایا جاسکتا ہے کسی غیر صحابی کی خواہ وہ کتنا ہی بلند مرتبہ اور کتنا ہی عادل و صالح کیوں نہ ہو ہرگز نہیں لایا جاسکتا۔ اس پر کسی قدر تفصیلی گفتگو ہم اپنی کتاب "سبائی فتنہ حصہ اول" میں (از ص ۲۹۱ تا ص ۲۹۷) کر آئے ہیں وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔

ب۔ اور دوسری یہ کہ اس سے اصل مسئلہ بھی حل نہیں ہوتا یعنی یزید کو فاسق و فاجر فرض کر لینے کے باوجود بھی حضرت حسینؓ کا کربلائی خروج، صحیح نہیں بن سکتا۔ کیونکہ عقیدہ اہلِ سنت کی رو سے فاسق و فاجر اور ظالم و جابر حکمرانوں کے خلاف بھی خروج کرنا اور شرع کے مطابق ان کے احکام میں ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لینا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ امام طحاوی اہلِ سنت کے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ولانری الخروج علی ائمتنا وولاۃ امورنا وان جاروا ولاندعوا علیھم ولاننزع یدامن طاعتھم ونری طاعتھم من طاعۃ اللہ عزوجل فریضۃ مالم یامروا بمعصیۃ وندعوا لھم بالصلاح والمعافاۃ۔

یعنی ہم اپنے اماموں اور حکمرانوں کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں سمجھتے اگرچہ وہ ظلم ہی کرتے ہوں، نہ ان کے حق میں بددعا کرتے ہیں، نہ ان کی اطاعت سے دست کش ہوتے ہیں۔ ہم ان کی اطاعت کو اللہ عزوجل کی اطاعت کے مطابق فرض خیال کرتے ہیں جب تک کہ وہ کسی معصیت کا حکم نہ دیں اور ہم ان کی صلاحیت و عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ (عقیدۃ الطحاوی مترجم ص ۵۷، ۵۸۔ مطبوعہ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

علامہ تفتازانی نے بھی شرح عقائد میں اہل سنت کا یہی عقیدہ بیان کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

ولایرون الخروج علیہم"

یعنی اہل سنت والجماعت اپنے ائمہ کے خلاف خروج کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ (شرح عقائد مع شرح النبراس ص ۵۳۹)

امام نووی نے بحوالہ قاضی عیاض، امام ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجر وغیرہم نے بھی اہل السنۃ کے جمہور فقہاء و محدثین اور متکلمین کا یہی عقیدہ و مذہب بتلایا ہے۔★ بلکہ اپنے ائمہ کے خلاف خروج بالسیف کے نظریے کو رواۃِ حدیث پر جرح کے طور پر ذکر کیا گیا ہے دیکھو مثلاً تہذیب التہذیب ص ۲۸۸/ج ۲ ترجمہ حسن بن صالح۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، زمانہ فتنہ کے نبوی احکام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"پہلا (حکم) یہ کہ جب (تم پر) کوئی شخص غیر مستحقِ خلافت مسلط ہو جائے تو ان احکام میں جو شرع کے موافق ہوں تم پر اس کی اطاعت واجب ہے، نہ ان احکام میں جو شرع کے مخالف ہوں۔"

"دوسرا (حکم) یہ کہ اس سے بغاوت نہ کی جائے اور نہ اس سے جنگ کی جائے، ہاں اگر اس سے کفر صریح ظاہر ہو (تو اس حالت میں بغاوت اور لڑائی درست ہے) یہ مضمون متواتر بالمعنی ہے۔"

آگے وہ حدیثیں نقل کر کے تیسرا حکم، یہ بیان کیا ہے کہ

"جب کسی شخص کی بیعت منعقد ہو گئی اور اس کا تسلط قرار پذیر ہوا اگر دوسرا شخص اس پر خروج کرے اور اس سے لڑے تو اس کو قتل کرنا چاہیے، وہ خروج کرنے والا خواہ پہلے شخص سے افضل ہو یا اس کے برابر ہو یا اس

★ "وقال جماهير اهل السنة من الفقهاء والمحدثين و المتكلمين لاينعزل بالفسق والظلم و تعطيل الحقوق ولايخلع ولايجوز الخروج عليه بذالک بل يجب وعظه وتخويفه، للاحاديث الواردة فى ذالک" (نووی شرح مسلم ص۱۲۵/ ج۲) حافظ ابن تیمیہ اس سلسلہ کی احادیث کے حوالہ سے رقمطراز ہیں: "ولهذا كان مذهب اهل الحديث ترک الخروج بالقتال على الملوک البغاة والصبر على ظلمهم الى ان يستريح براويستراح من فاجر" (فتاوی ابن تیمیہ ص ۴۴۴/ ج۴)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: "ولهذا استقر اهل السنة على ترک القتال فى الفتنة للاحاديث الصحيحة الثابتة عن النبى صلى الله عليه وسلم وصاروا يذكرون هذا فى عقائدهم ويامرون بالصبر على جورالائمة وترک قتالهم-"(منهاج السنة ص۲۴۱/ ج۲)

حافظ ابن حجر، حکام و امراء کی اطاعت و فرمانبرداری سے متعلق صحیح بخاری میں مروی ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قال ابن بطال: فى الحديث حجة فى ترک الخروج على السلطان ولو جار، وقداجمع الفقهاء على وجوب طاعة السلطان المتغلب و الجهاد معه وان طاعته خير من الخروج عليه لما فى ذالک من حقن الدماء وتسكين الدهماء وحجتهم هذاالخبر وغيره ممايساعده ولم يستثنوا من ذالک الااذاوقع من السلطان الكفرالصريح فلاتجوز طاعته فى ذالک بل تجب مجاهدته لمن قدرعليها كما فى الحديث الذى بعده." (فتح البارى ص ۷/ ج۱۳)

آگے چل کر اسی سلسلہ میں اس امام سے متعلق جو پہلے عادل تھا پھر جائر ہو گیا، حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "فان احادث جورابعد ان كان عدلا فاختلفوا فى جواز الخروج عليه، والصحيح المنع الاان يكفر فيجب الخروج عليه." (ایضا ص۸/ ج۱۳)۔

سے مفضول ہو (بہر حال بعد انعقاد بیعت، سب مسلمانوں کو اس باغی کا دفع کرنا واجب ہو گا)" (ازالۃ الخفا مترجم از ص ۵۳۱ تا ۵۳۶/ج ۱)

خوب اچھی طرح واضح رہنا چاہیئے کہ ہم ریحانۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور واجب القتل نہ کہتے ہیں نہ مانتے ہیں اور نہ انکو یہ کچھ بنانے، بتانے کے لئے ہم نے یہ حکم یہاں نقل ہی کیا ہے۔ ایسے عقیدے اور نظریے سے ہم سو سو بار اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ بلکہ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو لوگ، حضرت حسینؓ کے کربلائی خروج کو یزید کے فسق و فجور کی بنیاد پر صحیح بنانا چاہتے ہیں وہ اگر اس کو فاسق و فاجر بنا بھی لیں تو اس کی بنیاد پر ازروئے عقیدہ اہلِ سنت، حضرت حسینؓ کے اس خروج کو صحیح نہیں بنا سکتے، کیونکہ امیر و خلیفہ اگر فاسق و فاجر اور ظالم و جائر بھی ہو تو عقیدہ اہل سنت میں اس کے خلاف بھی خروج کرنا جائز نہیں ہے۔ لہذا اس کو صحیح بنانے کے لئے یزید کو ضرور بالضرور فاسق و فاجر ہی بنانے پر اپنی ساری توانائی خرچ کرتے رہنا اور اسی کو عین مسلک اہلِ سنت سمجھنا اور سمجھانا محض فضول ہے، بلکہ اس کو اصولِ اجتہاد اور قواعدِ عدالت و بغاوت نیز ضابطہ انعقادِ خلافت کے حوالہ سے ہی صحیح بنایا جا سکتا ہے جیسے کہ حضرت نانوتوی نے بنایا ہے، لہذا اسی حوالہ سے اس کو صحیح بنانا چاہیئے۔

ج۔ تیسری خرابی اس تقابلی و اضافی تصحیح میں یہ ہے کہ اس طرح حضرت حسینؓ کے کربلائی خروج کی صحت، اتفاقی نہیں رہتی بلکہ اختلافی ہو جاتی ہے، کیونکہ یزید کے جس فسق و فجور پر اس کی بنیاد رکھی گئی ہے خود اس کا وہ فسق و فجور ہی اتفاقی نہیں بلکہ اختلافی ہے علماءِ اہل السنۃ کی ایک جماعت اگر اس کو فاسق و فاجر مانتی ہے تو اہل السنۃ کے ہی علماء کی دوسری جماعت اس کو فاسق و فاجر نہیں بھی مانتی۔

اس کے فسق و فجور کو اتفاقی بتانا محض غلط اور سراسر خلاف واقعہ ہے۔ لہذا اس صورت میں ان کا یہ خروج صرف ان علماء اہلِ سنت کے نزدیک ہی صحیح بن سکے گا جو یزید کو فاسق و فاجر مانتے ہیں، لیکن جو علماء اہل السنۃ اس کو فاسق و فاجر نہیں مانتے، ان کے نزدیک وہ صحیح نہیں بن سکے گا۔ بخلاف حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے اصولی طریقہِ تصحیح کے کہ اس میں حضرت حسینؓ کا کربلائی خروج جہاں صحیح بن جاتا ہے وہاں اس کی صحت اتفاقی اور اصولی بھی رہتی ہے۔

د۔ چوتھی خرابی اس میں یہ ہے کہ یہ تقابلی طریقہ درحقیقت ان لوگوں کا طریقہ ہے جو حضرت حسینؓ کے اس خروج کو غلط اور بغاوت کہتے ہیں۔ وہی پہلے یزید کو حضرت حسینؓ کے مدمقابل لاتے اور پھر اس کو عادل و صالح کہہ کر ان کے خروج کو غلط اور بغاوت بناتے ہیں۔ بعینہ یہی تقابلی طریقہ ان لوگوں نے بھی اختیار کر رکھا ہے جو ان اصحاب تغلیط کے بالمقابل حضرت حسینؓ کے اس خروج کی تصحیح، یزید کے فسق و فجور کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ یہ بھی پہلے یزید کو حضرت حسینؓ کے مدمقابل لاتے اور پھر اس کو فاسق و فاجر کہہ کر ان کے خروج کو صحیح بناتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ اصحابِ تصحیح اور وہ اصحاب تغلیط دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ٹھہرتے ہیں صرف رخ ایک کا اگر مثلاً مشرق کی طرف ہے تو دوسرے کا مغرب کی طرف اور بس۔ حالانکہ یہ اصحاب تصحیح ان اصحاب تغلیط کو عباسی، یزیدی، خارجی اور ناصبی جیسے القاب سے نوازتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کی تردید، اہل السنۃ کے اصولی و اصلی طریقہ سے کرنے کی بجائے خود انجانے میں خارجیانہ و ناصبیانہ تقابلی طریقہ کے شعوری یا غیر شعوری طور پر شکار ہو گئے ہیں۔ (بقیہ ص ۴۴ پر)

ادارہ

مسافرینِ آخرت

اناللہ وانا الیہ راجعون

الحاج عاشق علی خان مرحوم:

جامعہ حمادیہ کراچی کے مہتمم اور ہمارے بہت ہی کرم فرما حضرت مولانا عبدالواحد صاحب مدظلہ کے برادر محترم الحاج عاشق علی خان ۳۱ مارچ کو رحلت فرماگئے۔

جناب محمد رفیق چیمہ مرحوم:

مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت جناب عبداللطیف خالد چیمہ کے چچا اور محترم حافظ عبدالرشید صاحب کے برادر جناب محمد رفیق چیمہ ۲۳ مئی کو چیچہ وطنی میں انتقال کرگئے۔

الٰہی بخش صاحب مرحوم:

معروف احرار نعت خواں بابا غلام فرید صاحب کے برادرِ اکبر اور مجلس احرار اسلام کمالیہ کے کارکنان محمد طیب و محمد طاہر صاحبان کے والد محترم جناب الٰہی بخش صاحب گزشتہ ماہ کمالیہ میں انتقال کرگئے۔

جناب حقنواز صاحب کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام چکڑالہ ضلع میانوالی کے صدر محترم حقنواز صاحب کی بہو گزشتہ دنوں رحلت کرگئیں۔

جناب محمد حنیف مرتضیٰ کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام چکڑالہ کے معاون جناب محمد حنیف مرتضیٰ کے چچازاد انتقال کرگئے۔

....

واقعہ کربلا اور اس کا پسِ منظر (مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی)

ایک نئے مطالعے کی روشنی میں

تحقیق کی دنیا میں علماء اور دانشوروں سے دادِ تحسین وصول کرنے والی نہایت متوازن اور مسلکِ حق کی ترجمان کتاب

قیمت 150 روپے

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

تحریر: جناب بشیر احمد ایم اے فلیچر اسکول آف لاء اینڈ ڈپلومیسی ۔ترجمہ: ڈاکٹر سبطین لکھنوی

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء (قسط سوم)

گورنر جنرل کی طرف سے دستور ساز اسمبلی کو معزول کر دینے کے ظالمانہ آمرانہ اور اس کے غیر جمہوری فعل پر قادیانیوں نے اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا گورنر جنرل کے اس اقدام کو عاقلانہ منصفانہ اور بروقت اقدام قرار دیا۔ اور کہا کہ یہ قدم اگر نہ اٹھایا جاتا تو حالات مزید ابتر ہو جاتے۔ الفضل لاہور نے لکھا اس اقدام کا خوش نما پہلو یہ ہے کہ یہ نئے انتخابات کا حامل ہے۔ جس کے نتیجے میں جدید اسمبلی کا وجود عمل میں آئے گا "الفضل نے انتہا پسند لیڈروں کو خبردار کیا کہ وہ قوم کی قسمت سے وہ کھیل نہ کھیلیں جو مصر میں اخوان المسلمون والے کھیل رہے ہیں (روزنامہ الفضل لاہور مطابق ۵ نومبر ۱۹۵۲ء) میرزا محمود قادیانی نے گورنر جنرل کے اس اقدام پر ایک خطبے میں اپنے گہرے اطمینان کا اظہار کیا۔ خلیفہ ربوہ نے انکشاف کیا کہ وہ گورنر جنرل کے اس اقدام سے تین روز پہلے برسر اقتدار جماعت کو اس کی طاقت کے ٹوٹ پھوٹ کر رہ جانے کا اشارہ دے چکے ہیں جو وطن کو بچالینے کے نقطہ نظر سے شرارتیں پیدا کر رہے تھے۔ خلیفہ ربوہ نے دعویٰ کیا کہ اس کی یہ پیش گوئی معجزانہ حد تک پوری ہو کر رہی (میرزا محمود کے کشف و الہامات اور خوابوں کا مجموعہ "کتاب المبشرات صفحہ ۲۹۸) میرزا محمود قادیانی نے گورنر جنرل کے مذکورہ اقدام کو بڑی گھن گرج کے ساتھ ایک منصفانہ عمل سے تعبیر کرتے ہوئے کہا کہ دستور ساز اسمبلی اپنی حیثیت سے پہلے ہی کھو چکی تھی۔ ڈاکٹر خان جیسے غیر مسلم لیگی شخص کی نئی کابینہ میں شمولیت پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں خوش آمدید کہا اور ان لیگی ارکان کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا جو اینٹی احمدیہ (اینٹی قادیانی) رویے کو اپنائے ہوئے تھے (روزنامہ الفضل لاہور مطابق ۵ نومبر ۱۹۵۴ء)

اسلامی تحریکیں اور ان قادیانی مخالت

قادیانیوں نے ۱۹۵۰ء کے لوائل میں مسلمان ملکوں کے اندر اپنی سرگرمیاں شدید قسم کی حد تک پیدا کر لی تھیں۔ جو اسلامی تحریکیں پاکستان اور عرب دنیا میں کام کر رہی تھیں ان کے خلاف رسوائیوں کے سامان بھی طیار کر لیئے تھے۔ ان اسلامی تحریکوں کو سرنگوں کرنے میں سامراجی اور صیونی ایجنسیاں ایران، عراق اور مصر میں پہلے ہی سے مصروف کار تھیں۔ استعمار نو کی حیثیت سے طاقت کے حصول کی خاطر، امریکہ بہادر نئی نئی آزادی حاصل کر لینے والے ایشیائی ممالک کے لیئے اپنے مضبوط اور مستحکم موکل پیدا کرنے کی اسٹریجی طیار کر چکا تھا۔ مصر اور شام (صدر ناصر کے زیر اثر) امریکن اسٹریجی میں شمولیت کے خواہش مند نہیں تھے۔ ادھر ڈاکٹر مصدق برطانوی استعمار کی غلامی سے نکل جانے کا عزم کیئے ہوئے تھے۔ امریکہ نے برطانیہ کی پیدا کردہ عراق کی ہاشمی سلطنت کو امریکن دفاعی اسٹریجی کو وسیع تر بنانے کی خاطر بہ طور کلید استعمال کیا۔ اور "معاہدہ بغداد" کو منظم کر لینے میں کامیابی حاصل کر لی۔ یہ سب کچھ مشرق اوسط میں اشتراکی اور اشتمالی عناصر کو اپنا اطاعت گزار بنانے اور ایران میں ڈاکٹر مصدق کی حکومت کا

خاتمہ بالخیر کرنے کے لئے کیا جارہا تھا۔ اسرائیل میں قادیانیوں نے صیہونیت کی زیر نگرانی کام کیا۔ مشرق اوسط میں مذہبی اور سیاسی بد عنوانیوں کو جنم دیتے رہے۔ عرب ممالک اپنی سرزمین پر قادیانی مشنریوں کو کام کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اس لیئے وہاں انہیں چوری چھپے اپنی سر گرمیاں جاری رکھنی پڑتیں۔ یا پھر انگریز بہادر کی طرف سے پیدا کردہ قادیانی حفاظت گاہ کی طرف قادیانی کارکن پھیل جاتے۔ قادیانی سر گرمیوں میں مصر کی جماعت اخوان المسلمون ان کا خاص نشانہ تھی جسے قادیانی کارکن ایک کمیونسٹ اور فسطائی تحریک کہتے تھے۔ دور اندیش اور پڑھے لکھے طبقے کو شاید اخوان المسلمون کا پروگرام اپیل نہ کرتا ہو۔ لیکن مصر کے عام مسلمان اس تحریک کے عاشق تھے۔ اس تحریک کی آواز انہیں اپیل کرتی تھی۔ تاکہ عرب دنیا مغربی استعمار کے جوتے کو اتار کر پھینک دے (المسلم کراچی ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء) قادیانی نقیب "الفضل" نے اخوان طبقے پر ایک ایسی مہمیز لگائی جو کوڑے برسانے والی آواز کی طرح محسوس ہوتی تھی۔ اور الزام عائد کیا کہ اخوان المسلمون اس عبداللہ بن سبا کی مصر کے استحکام کے خلاف سازشیں کرنے میں مصروف ہے۔ جس کی سازشیں گزشتہ دور میں بھی کامیاب رہ چکی ہیں (الفضل لاہور مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۴ء) برطانوی دلچسپی سویز کے مسئلے میں ملوث تھی۔ قادیانی پریس نے اس مسئلے پر مغلظات بکنے کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ فوراً توڑ پھوڑ بے چینی اور لاقانونیت پھیلانے کے علاوہ قادیانیت مصر میں اسلام دشمنی کردار کی صیہونی تعمیل احکام میں مصروف ہو گئی قادیانی کارکن مصری حکومت پر گرفت حاصل کرنے کی خاطر فسطائی ہتھکنڈے استعمال کرنے پر ایمان رکھتے تھے اور مصری حکومت کے خلاف پھر اس کارروائی اور حرکت کو بلند کر رہے تھے جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا (الفضل لاہور شمارہ ایضاً) اس مفروضے کی بناء پر کہ جماعت اسلامی مصر کی جماعت اخوان المسلمون کا ایک اولین نمونہ ہے قادیانیوں نے جماعت اسلامی کی سات سالہ زندگی پر حملے کئے اور الزام عائد کیا کہ اخوان المسلمون کی طرح جماعت اسلامی بھی ایک جنونی اور سیاسی جماعت ہے۔ ربوہ کے سرکاری آرگن نے لکھا کہ دوسری جماعتوں کے تعاون کے ساتھ جماعت اسلامی اگر کامیاب ہو گئی تو یہ جماعت وہی آپریشن کرے گی جو انقلابی حکومت کے ساتھ مصر کے اخوان المسلمون والے کر رہے ہیں۔ اس تعاون کا نتیجہ بلآخر قسمت کی تباہی ہو گا الفضل ۱۹ نومبر ۱۹۵۴ء عرب دنیا کی دیگر اسلامی تنظیمیں جو دنیائے عرب کے لیئے اقتصادی اور سیاسی نجات کے لیئے کام کر رہی تھیں۔ قادیانیوں نے ان کے خلاف بھی بلاستی پروپیگنڈہ کیا۔ انڈونیشیا کی دارالسلام پارٹی اور ایران کے فدایان اسلام پر بھی قادیانیوں نے حملے کیئے۔ انہیں ایسی فسطائی تنظیموں کا نام دیا جو طاقت اور خون ریزی پر ایمان رکھتی تھیں قادیانیوں نے اسلامی دنیا سے کہا کہ وہ ان پارٹیوں کی تحقیقات کرے اور ان کی انتشار انگیز کارروائیوں پر قدغن عائد کر دے (الفضل لاہور مطابق ۶ نومبر ۱۹۵۴ء) قادیانیوں نے ایک اخبار کا حوالہ دیتے ہوئے زور دار الفاظ میں لکھا کہ انڈونیشیاء کی ماشومی پارٹی قابل ستائش ہے کیونکہ اس جماعت کے لیڈر نے ظفر اللہ خان قادیانی کے حق میں ایک مشورہ لکھا ہے (الفضل ربوہ مطابق گیارہ جنوری ۱۹۵۵ء) یہاں یہ بات دلچسپ اور نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ انڈونیشیاء کی "ماشومی پارٹی" بہ ظاہر اسلامی اور بہ باطن فطری طور پر مختلف العناصر اجزاء کا مجموعہ ہے مولانا مسعود عالم ندوی علیہ الرحمتہ انکشاف کرتے ہیں کہ عالم اسلامی کانفرنس منعقدہ ۱۹۵۱ء میں انہیں شریک ہونے کا موقع ملا تو انہوں نے محسوس کیا کہ انڈونیشیا کی موتم عالم اسلامی کے جملہ ارکان ماشومی پارٹی سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا لیڈر شمس

الرجال قادیانیت کی حمایت کی طرف میلان رکھتا تھا۔(کتاب دنیائے اسلام کی موجودہ تحریکیں از مولانا مسعود عالم ندوی صفحہ ۱۸) اپنے سامراجی استادوں اور صیہونی لابی کی ہدایت کے مطابق قادیانی حضرات پاکستانی سیاست میں مداخلت کرنے لگے۔ پاکستان میں اسلامی دستور کے نفاذ، اور ملاؤں کی مذہبی حکومت کے نظریئے پر قادیانیوں نے تابڑ توڑ حملے کیئے اور لکھا "ہم دستور بنا سکتے ہیں لیکن ہمارے سیاسی راہنماؤں کا تعلق ان نعروں کے ساتھ ہے جو غلط لوگوں کی طرف سے بلند کیئے جا رہے ہیں۔ وہ صراط مستقیم کی بجائے عوام کو مکروہ اور قابل نفرت راستے پر لیئے چلے جا رہے ہیں (الفضل لاہور مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۵۵ء) ضرورت اس امر کی ہے کہ دستور ایسے اصولوں کی بنیاد پر طیار کیا جائے جو انفرادی طور پر، کسی بھی سیاسی اور مذہبی جماعت پر کوئی اعتراض وارد نہ کر سکتا ہو۔ شہریوں کے حقوق کی ضمانت دے سکتا ہو۔(الفضل ربوہ ۲۲۰ جولائی ۱۹۵۵ء) الفضل ربوہ نے پاکستان کی آٹھویں برسی کے موقع پر (۱۴ اگست ۱۹۵۵ء) کو پاکستانی سیاسیات کے اندر مسلم لیگ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا کہ لیگی ارکان "اسلام دشمن" ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں اسی لیئے مسلم لیگ اپنی وقعت کھو چکی ہے۔ قادیانی نقیب نے ان عناصر پر دستور سازی کا حکم جاری کر دیا۔ نئی دستور ساز اسمبلی میں اہم قانون مغربی پاکستان کے ون یونٹ کو قائم کرنے کا تھا۔ جسے ۱۹۵۵ء میں پاس کر دیا گیا تھا۔ کراچی سمیت پاکستان کے چاروں صوبوں (سندھ، پنجاب، بلوچستان، اور سرحد) کو ایک صوبہ بنایا جا رہا تھا۔ جس کو "مغربی پاکستان" کا نام دے دیا گیا تھا۔ بہاول پور، خیر پور میں قلات مکران، اور دیگر چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو مغربی پاکستان میں مدغم کرنے کا اہتمام موجود تھا۔ "الفضل" نے ون یونٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ "مشرقی اور مغربی پاکستان ایک مرکز کے تحت دو یونٹ بنا دیئے جائیں گے۔ اس عمل کو آسان اور عملی تجربے کا نام دیا جا رہا ہے۔" "الفضل" نے ان لیڈروں کو اپنی شدید تنقید کا نشانہ بنایا جو ملک کے دونوں بازوؤں کے اتحاد کو اسلامی نظریات کے تحت متحد رکھنے کی تکمیل کے خواہاں ہیں۔ قادیانیت کے اس سرکاری اخبار نے لکھا "ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلم ممالک میں اسلامی حکومت قائم کرنے کی جدوجہد کی جا رہی ہے۔ یہ سیاسی جماعتیں اسلامی حکومت کو قائم کرنے کے بعد نہ تو "اسلامی حکومت" کو چلا سکیں گی اور نہ ہی ان جماعتوں کے سرغنے پاکستان میں اس کا کوئی نتیجہ حاصل کر سکیں گے۔ ان دلائل میں کوئی وزن نہیں کہ اسلامک آئیڈیالوجی" اتحاد کی بنیاد قائم کرے گی۔ یہ سیاسی جماعتیں اپنے عقیدے دوسرے مذاہب کے دل و دماغ میں ٹھونسنا چاہتی ہیں۔ جبکہ اسلام پارٹی پالیٹکس کی اجازت نہیں دیتا۔

"اسلامی اتحاد" ملکی اور ملی اتحاد اور یک جہتی کی بنیاد ہو گی۔ ان دلائل میں کوئی وزن نہیں ہے۔ "اسلامی آئیڈیالوجی" کا مطلب یہ ہو گا کہ عصر حاضر میں جن لوگوں کے ہاتھ میں عصائے حکمرانی ہے۔ یہ لوگ جب تک اسلامی آئیڈیالوجی کے مفسر سرغنوں سے اسلامی عقائد کی تعبیر سے تقویت حاصل نہ کر لیں اس وقت تک یہ فرمانبردار نہ تو مسلمان ہیں۔ اور نہ ہی اسلام کو تسلیم کرتے ہیں الفضل لاہور مطابق ۲۰۵ نومبر ۱۹۵۴ء) پاکستان میں غیر جمہوری اقوام کا ذمہ دار امریکہ کا حلیف بیورو کریٹ علیل اور مخبوط الحواس ملک غلام گورنر جنرل تھا۔ جس نے آمرانہ اقتدار کی بنیاد قائم کی تھی ۱۹۵۵ء میں علالت کی بنا پر ملک غلام محمد گورنر جنرل نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ اس استعفیٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے روزنامہ الفضل نے لکھا

"ملک غلام محمد گورنر جنرل پاکستان مستعفی ہوگئے ہیں" اپنے دور اقتدار میں موصوف نے جس جرات اور استحکام کے ساتھ پاکستان کی خدمت کی یہ خصوصیات صرف قائد اعظم میں پائی جاتی تھیں۔ مقبول عام ہونے کے لحاظ سے موصوف ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔ قائد اعظم کے بعد انہیں اپنے دوستوں اور دشمنوں میں یکساں طور پر عزت و احترام کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ بعض لیڈرروں کی طرف سے غلط فہمیاں پھیلانے کی وجہ سے چند روز ہوئے ملک میں ایک بحران پیدا ہو گیا تھا۔ اور ملک کا لاقانونیت میں ڈوب جانا اس بحران کی بنا پر ایک حقیقت بن چکی تھی۔ اپنے دانشمندانہ اقدام سے ملک غلام محمد نے وطن کو افراتفری سے بچالیا۔ گورنر جنرل اگر اپنا مضبوط اور طاقتور ہاتھ استعمال نہ کرتے تو پاکستان کا وجود خطرے میں پڑ جاتا۔ چند مردود اور خبیث لوگوں نے ملک غلام احمد کے اس طاقتور ہاتھ کو استعمال کرنے کی اگرچہ مخالفت کی۔ لیکن اعتدال پسند معاشرے نے اونچے پیمانے پر ان کے اس عمل کو سراہا جب ایک مورخ پاکستان کے ابتدائی ایام کی تاریخ پر قلم اٹھائے گا تو ہم (قادیانی) پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ملک غلام محمد کے نام کو مذکورہ مؤرخ ان شخصیات کے زمرے میں لکھے گا جو پاکستان کے خیر خواہ تھے اور پاکستان کو بحران سے صحیح سلامت نکال لانے میں موصوف ایک راہنما تھے۔ ملک غلام محمد نے اس قسم کی نمایاں خدمات سر انجام دے کر قائد اعظم کے صحیح جانشین بن جانے کا حق ادا کر دیا۔ موصوف نے اپنے استعفٰی میں بالکل صحیح لکھا ہے کہ ان کی خدمات کا فیصلہ تاریخ کرے گی۔ یہ صرف الفاظ نہیں ہیں بلکہ حقیقت کی آرتی اتاری گئی ہے۔ باوجود یہ کہ ملک اور قوم ان کی خدمات مزید کے آرزومند تھے لیکن ملک صاحب اپنی گرتی ہوئی صحت کی بنا پر مستعفی ہوگئے ہیں (الفضل لاہور۔ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۵۵ء)

الوداعی دولتیاں

عالمی سیاسی حالات کے تناظر کے مطابق ۱۹۵۳ء میں روسی اقتدار کی تبدیلی نے امریکہ اور پاکستان میں سیاست کی ایک نئی چال بطور اضافہ منظر عام پر آئی۔ آئزن ہاور کے صدر بن جانے کے آغاز ہی میں اپنے سکریٹری آف اسٹیٹ جان فاسٹر ڈلز سمیت واشنگٹن میں بیٹھ کر عالمی سیاست پر نظر ڈالی بوگرہ وزارت عظمٰی بڑی تیزی کے ساتھ ریگ رواں کی طرح پاکستان کو امریکہ کے قریب لے جا چکی تھی۔ ۲ اپریل ۱۹۵۴ء کو پاک ترکی دفاعی معاہدے پر کراچی میں دستخط کیئے گئے۔ اس معاہدے کے ٹھیک ایک ماہ بعد ۱۹ مئی ۱۹۵۴ء کو امریکہ اور پاکستان کے مابین باہمی تعاون اور حفاظتی معاہدے پر بھی کراچی میں دستخط ثبت ہو چکے تھے۔ ایک اور استعماری حرکت عالمی سیاست کی کشتی رکھنے والی نشست پر روس بہادر کے قابض ہو جانے کا امکان تھا۔ (اس کو روکنے کے لئے للمترجم) مشرق کی طرف سے منیلا معاہدہ انجام پایا حسب ذیل ممالک نے اس معاہدے پر دستخط کر دیئے۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، تھائی لینڈ، پاکستان، اور فلپائن "معاہدہ سیٹو" صرف کمیونسٹ ممالک کے خوف کو دور کرنے کی ضمانت دے سکتا تھا۔ لیکن پاکستان ان ممالک سے اپنا خوف دور کرنے کی ضمانت کا اضافہ چاہتا تھا جو غیر کمیونسٹ تھے ظفر اللہ خان قادیانی کا بیان ہے کہ موصوف نے اس مسئلے پر امریکن سکریٹری آف اسٹیٹ مسٹر ڈلز کے ساتھ تبادلہ خیال کیا تھا لیکن نتیجہ ڈھاک کے تین پات ہی رہا وہ ایک دوسرے کا خاص احترام کرتے تھے۔ دونوں کا

ایک قانونی پس منظر تھا۔ جاپان کی امن کانفرنس میں مسٹر ڈلز چودھری جی سے انتہائی گرم جوشی کے ساتھ ملے۔ لیکن اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی تقریر میں ظفر اللہ خان قادیانی نے مسٹر ڈلز کی ساری داد و ستائش انہیں واپس کر دی اور اپنی تقریر میں کہا کہ مسٹر ڈلز کے نوبل تصور اور ان کے متکبرانہ نظریات نے چودھری کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ (جنرل اسمبلی کی بحث ۱۸ ستمبر ۱۹۵۳ء) امریکہ کے سکریٹری آف اسٹیٹ نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ سینیٹ کی منظوری کے بغیر وہ کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے۔ ظفر اللہ خان قادیانی کا بیان ہے کہ حکومت پاکستان سے مزید ہدایات لینے کا چونکہ وقت نہیں رہا تھا۔ اس لیئے انہوں نے مذکورہ دستاویز پر اپنے اس ریمارک کے ساتھ دستخط کر دیئے تھے۔ "حکومت پاکستان کو یہ کاغذات بھیجنے کے لیئے میں یہ دستخط کر رہا ہوں تاکہ حکومت دستوری کارروائی کے مطابق اس پر کوئی فیصلہ دے سکے (کتاب حدیث نعمت صفحہ ۶۰ از ظفر اللہ قادیانی نیز ملاحظہ ہو کتاب "THE SERVANT OF GOD" صفحہ ۲۱۴) نے ظفر اللہ خان قادیانی معاہدہ مذکورہ کے خاص طرز بیان میں چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کے یہ الفاظ شائع نہیں کیئے گئے۔ حکومت پاکستان نے ۱۹ جنوری ۱۹۵۵ء میں اس معاہدے کو تسلیم کر لیا اور بعد کے سالوں میں اس معاہدے کے ایک سرگرم رکن کی حیثیت سے اپنے آپ کو زندہ رکھا (PAKISTAN AND ITS FOREIGN POLICY صفحہ ۱۶۸ مطبوعہ لندن ۱۹۷۳ء) ممتاز صحافی معظم علی بیان کرتے ہیں کہ منیلا کانفرنس کی مکمل کارروائی اور کوائف سے انہوں نے وزیر اعظم پاکستان بوگرہ صاحب کو آگاہ کر دیا تھا۔ بوگرہ صاحب نے اس پر کابینہ کی فوری میٹنگ طلب کر لی تھی۔ اور ایک بحری تار کے ذریعہ ظفر اللہ خان قادیانی کو مطلع کر دیا تھا کہ وہ مذکورہ معاہدے کی شق کو قطعاً قبول نہ کریں۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور، اشاعت ۲۹ نومبر ۱۹۷۱ء) لیکن چودھری جی اس معاہدے پر اپنے دستخط ثبت کر دینے کے بعد اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لیئے نیویارک کو پرواز کر چکے تھے۔ سینٹو" معاہدے کا راستہ چودھری ظفر اللہ خان قادیانی نے ہموار کیا تھا جب سی آئی اے نے ڈاکٹر مصدق کی حکومت کا تختہ الٹ دیا تو چودھری جی آنجہانی شاہ ایران سے خاص ملاقات کے لیئے ایران پہنچ گئے تھے۔

(کتاب THE SERVANT OF GOD از ظفر اللہ قادیانی صفحہ ۲۰۴) ستمبر ۱۹۵۵ء میں پاکستان معاہدہ بغداد میں شامل ہو گیا تو اس معاہدے کے ارکان ممالک کی افواج کو یہ اجازت دے دی گئی تھی کہ وہ خطہ پاکستان کی سرزمین کو حالات کے تقاضوں کے مطابق استعمال کر سکتے ہیں ۱۹۵۴ء میں امریکہ بہادر نے اپنا مطمع نظر بنانے کی خاطر، پاکستان کے شہر، پشاور کو ایک بہترین ٹکڑے کے طور پر بنیاد بنا لیا تھا (بشیر بن طاہر خلیل کی کتاب PAKISTAN THE UNITED STATES AND صفحہ ۶ طباعت امریکہ ۱۹۸۲ء) عراق کے فوجی انقلاب "COUP" کے بعد اس معاہدے کے "سینٹو" کا نیا نام الاٹ کر دیا گیا۔ سینٹو معاہدے کا اصل مقصد یہ تھا کہ پاکستانی فوج کو محض پیسے کے لالچ میں کام آنے والی ایک ایسی فوج بنا دیا جائے جو امریکی دلچسپیوں کا مشرق وسطیٰ میں دفاع کر سکتی ہو (طارق علی صفحہ ۵۷) عرب دنیا کو "سینٹو" معاہدے نے پاکستان سے برگشتہ کر دیا۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی اسلامی دنیا میں تندور پر پکی ہوئی نالائقی اور نا اہلی تصور ہونے لگی۔ لوگ باگ اس معاہدے کو ایک ایسا منصوبہ سمجھتے تھے جس کو ایشیاء کے معاملات میں دلچسپی رکھنے والے مغربی اور امریکی سامراج نے تیار کیا تھا۔

چودھری ظفر اللہ خان قادیانی
عالمی عدالت کے جج کیسے منتخب ہوئے

برطانوی ہندوستان کی طرف سے آزادی سے ایک سال عالمی عدالت کے جج متعینہ ہیگ کے لیئے نامزد تھے۔ اس منصب کے لیئے پنڈت جواہر لال نہرو نے ان کا نام تجویز کیا تھا۔ لیکن امریکہ بہادر نے عین آخری لمحات پر پولینڈ کے نمائندے کے حق میں چودھری کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لیا تھا اور اس طرح انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ۱۹۵۴ء میں امریکہ بہادر انتہائی مشتاقانہ جذبے سے آئی - سی جے میں ان کی خدمات کا خواستگار بن گیا۔ یوں امریکہ کی زبردست حمایت کی وجہ سے ظفر اللہ خان قادیانی عالمی عدالت کے جج کے عہدے پر فائز ہوگئے۔ موصوف خود بیان کرتے ہیں کہ سر این بی راؤ جو فروری ۱۹۵۲ء میں اس منصب پر براجمان ہوئے تھے۔ اپنی مدت کی تکمیل سے پہلے ہی ان کا وہانت ہو گیا یعنی ان کا انتقال ہو گیا۔ اس خالی جگہ کو پر کرنے کے لیئے اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری نے نامزد افراد کے نام طلب کر لیئے۔ وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے اس منصب کے لیئے چودھری جی کو دستگیری حاصل نہیں تھی۔ مئی ۱۹۵۴ء کے آخر میں بھارت کے ساتھ پیدا ہو جانے والی پانی کے بارے میں مشکلات صاف کرنے کے لئے واشنگٹن جا پہنچے۔ وہاں انہوں نے امریکہ کے اسسٹنٹ سیکرٹری آف اسٹیٹ کرنل (BYROAD HANK) ہینک بائی روڈ کے ساتھ ملاقات کی اور انہیں اسسٹنٹ ڈیپارٹمنٹ میں رہنے کی تلقین کی ہینک نے کہا " یہ بات میرے علم میں ہے کہ پاکستان کی وزارت خارجہ سے مستعفی ہو کر آپ عالمی عدالت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اگرچہ نامزدگی کی تاریخ گزر چکی ہے۔ لیکن امریکن سیکرٹریٹ آپ کے نام کی تجویز کو پہلے ہی سے ارسال کر چکی ہے۔ ظفر اللہ مطمئن ہوگئے۔ عالمی عدالت کا جج منتخب ہونے کے لیئے ایک دوسری مشکل پر قابو پانے کے لئے چودھری جی نے مسٹر ہینک سے ایک اور اپیل کی کہ نومبر ۱۹۵۳ء میں سر راؤ کے وہانت کے بعد اپنے امیدوار کو کامیاب کرانے کے لیئے بھارت کی جدوجہد زوروں پر ہے ذی مقدرت لابیاں بھارتی امیدوار کو کامیاب کرانے کے لیئے بھارت کے ساتھ تعاون کرا رہی ہیں۔ امریکہ اور اس کے حواری ممالک بالخصوص اسرائیل بہ حیثیت امیدوار ظفر اللہ قادیانی کی حمایت میں سرگرم عمل تھے چودھری جی کا مدمقابل حریف جسٹس پال کلکتہ ہائی کورٹ کا جج تھا۔ اور جاپانیوں کے ساتھ جنگ کے دوران میں جنگی مجرموں کے ٹربیونل کا ممبر بھی رہ چکا تھا۔ جنگی مجرموں کا مقدمہ جب ٹربیونل کے سامنے پیش ہوا تو اپنے دیگر رفقاء کار جج حضرات کے برعکس مسٹر راؤ نے ایک مختلف الرائے نوٹ لکھ دیا تھا۔ ظفر اللہ قادیانی نے کہا کہ مسٹر پال کا یہ اختلافی نوٹ بیان کرتا ہے کہ جنگی مجرموں کا چالان بذات خود ایک جنگی جرم ہے "فطری طور پر چودھری جی کی اس رائے نے امریکہ کے دل میں سنگین حد تک ناراضگی پیدا کر دی۔ وہ جاپانیوں کو قاتل کہنے والوں سے متاثر تھا۔ اس بناء پر امریکی بچہ جمہورا کے مقابلے میں جسٹس پال کی کامیابی کے امکانات کم ہو گئے۔ پاکستانی مشن نے چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کو کامیاب کرانے کے لئے ڈپلومیٹک سطح پر تعاون کے لیئے دور دراز تک اپنی جدوجہد شروع کر دی۔ جنرل اسمبلی کے ابتدائی اجلاس میں (منعقدہ ۱۹۵۴ء) میں سیکورٹی کونسل کی پوزیشن یہ تھی کہ جن اسٹیٹس کے پانچ ممبروں نے بھارتی امیدوار کو ووٹ دینے کا وعدہ دے رکھا تھا۔ اس وعدہ کے

بارے میں ترکی اور سینٹو کے ارکان نے تبدیلی پیدا کر دی۔ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ پاکستان کے حق میں چھ ووٹ اور بھارت کے حق میں پانچ ووٹ برآمد ہوئے۔ سیکورٹی کونسل اسمبلی میں پاکستان کے حق میں ۲۹ ووٹ آئے۔ اور بھارت کی حمایت میں بتیس ۳۲ ووٹ۔ اسمبلی کا نتیجہ غیر فیصلہ کن ثابت ہوا۔ کیونکہ مکمل اکثریت کے بارے میں تینتیس ۳۳ ووٹوں کی ضرورت تھی اس فیصلے کو دوبارہ دہرانے کی ضرورت تھی۔ اسی دوران میں ثابت ہوا کہ پاکستانی امیدوار نے سیکورٹی کونسل میں اکثریت حاصل کر لی ہے کیونکہ دوبارہ ووٹ دہرانے میں ظفر اللہ قادیانی نے تینتیس ۳۳ ووٹ حاصل کر لیئے ہیں اور ظفر اللہ قادیانی منتخب کر لیئے گئے ہیں۔

قادیانی خلافت کی باہمی نزاع اور کھینچا تانی

کتاب THE SERVANT OF GOD صفحہ ۲۱۷ از چودھری ظفر اللہ خان قادیانی) ظفر اللہ خان کی یہ کامیابی امریکن اور مغربی "لابی" کی فراہم کردہ تھی میرزا محمود قادیانی کا سر قلم کر دینے کا ارادہ لیکر علم الدین ایک قادیانی نے خلیفہ ربوہ پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ بڑھاپے کا سٹھیایا ہوا یہ مجموعہ امراض خلیفہ ربوہ جو فالج زدہ بھی تھا اس لئے مذکورہ حملے کے بعد عام افواہ یہ تھی کہ خلافت ماب اب اس زخم کی تاب نہیں لا سکیں گے یہ جان لیوا جو اس نے برداشت کر لیا ہے۔ موصوف جلد ہی اس زخم کی وجہ سے اپنی خلافتی ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہو جائیں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ کھینچا تانی کی جو جنگ ربوہ میں شروع ہو چکی تھی۔ اس نزاع نے دھیرے دھیرے طاقت پکڑلی۔ ذی اثر و رسوخ اور اہم قادیانی اکابر خلافت کے منافع بخش کاروبار کی آرزو کرنے لگے۔ میرزا محمود قادیانی کے نمایاں افراد کی طرف سے پیدا کردہ حصول خلافت کا یہ ہیجان خلیفہ قادیان کی ناک کے نیچے پکتا رہا۔ خلیفہ ربوہ نے اپریل ۱۹۵۴ء کے اواخر میں علاج کی خاطر یورپ جانے کا اعلان کیا۔ بہت سے قادیانیوں نے اس کو بد ترین وقت کا عنوان دیا اور سیاسی لحاظ سے خلیفہ کے اس مشن کو تنقید کا نشانہ بنایا ان کا کہنا تھا کہ قادیانی تنظیم کے اندر اوپر کی سطح پر جب داخلی انتشار اور خطرناک موقع پیدا ہو چکا ہے۔ ان حالات میں خلیفہ ربوہ کا مشن صحیح نہیں ہے خلیفہ ربوہ کے پیروکار ایک سازشی ٹولے نے قادیانی خلافت کے خلاف ایک کھلی مہم شروع کر دی۔ قادیانیت کے ایک سازشی اپنی پوزیشن کا دعویٰ کرنے کی خاطر جو مرزا محمود کے پیروکار بھی تھے) ایک کھلی مہم شروع کر دی قادیانی پولیس نے بارہا اپنے روایتی ناقص انداز میں علیحدگی پسند قادیانیوں کی پوشیدہ اور مخفی سرگرمیوں کو قارئین کے سامنے پیش کیا۔ علیحدگی پسندوں نے احمدی قادیانی راسپوٹین یعنی مرزا محمود قادیانی) کی غلط کاریوں کے پردے فاش کیئے اور خلافت ربوہ اقتدار کے علاوہ سقوط ربوہ کی پیش گوئیاں بیان کیں ادھر خلافت ربوہ کے ایجنٹ بھی علیحدگی پسند سرگرمیوں کا توڑ کرنے کے لیئے میدان میں نکل آئے اور ان سے کہا کہ وہ اپنے فاسد ارادوں سے باز آجائیں خاص طور پر خلافت ربوہ کو زمین بوس کرنے کی سرگرمیوں سے رک جائیں۔ علیحدگی پسند قادیانیوں نے جلد ہی حقیقت پسند پارٹی کے نام سے اپنی جماعت قائم کر لی۔

(فاضل مصنف یہاں نسیان کا شکار ہو گئے ہیں علیحدگی پسند قادیانی تنظیم کا اصل نام " احمدیہ حقیقت پسند

پارٹی" تھا للمترجم سید سلطین لکھنوی) حقیقت پسند پارٹی نے جلد ہی زر تعاون بھی حاصل کر لیا اور مشرقی پاکستان تک پھیل گئی میرزا محمود نے قادیانی جماعت کو خط لکھا کہ ان کے پیروکار ان علیحدگی پسندوں سے اپنا میل جول ترک کر دیں خاص طور پر مشرقی پاکستان کے وہ افراد جن کے اندر خلافت کے بارے میں بے چینی بڑھ رہی ہے ان افراد میں مشرقی پاکستان کے دولت احمد رحمن یا شاہ جہان (ڈھاکہ) اور ڈپٹی خلیل الرحمان قادیانی خاص طور پر قابل ذکر تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد نمبر ۱۷ صفحہ ۴۹۶ الفضل ربوہ اشاعت ۲۱ اپریل ۱۹۵۵ء) روزنامہ الفضل مطابق ۲۱ مئی ۱۹۵۵ء کی ایک اطلاع کے مطابق خلیفہ ربوہ شام SYRIA کی طرف روانہ ہوگئے جہاں وہ ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہے جہاں انہوں نے قادیانی مشنری برائے اسرائیل کے سربراہ مسٹر شریف قادیانی سے رابطہ قائم کیا اور اسرائیل کے صدر مسٹر BENZEVIN اور اسرائیل کے وزیر خارجہ مسٹر MOSHA SHEROZ کے نام پر اسرار ذرائع سے اپنے بعض اپنے اہم پیغامات ارسال کیے۔ سات مئی کو میرزا محمود لبنان پہنچ گئے اور اپنے ایک مختصر سے قیام کے بعد موصوف لندن جا پدھارے استعمار کا عالمی ڈپلومیٹک چودھری ظفر اللہ خان قادیانی اس یاترا میں میرزا جی کا ہم سفر تھا۔ مذکورہ یاترا سے قبل چودھری عرب دنیا سے متعلقہ دلچسپیوں کے امور پر اردن کے شاہ حسین کے ساتھ ایک ملاقات کر چکے تھے (الفضل ربوہ اشاعت ۶ مئی ۱۹۵۵ء)

سر ظفر اللہ قادیانی کا ایک لبنانی لڑکی بشریٰ کے ساتھ ایک ناکام معاشقہ

لبنان کی ایک لڑکی بشریٰ دمشق میں رہتی تھی۔ بشریٰ کے بزرگوں نے شام کے حسنی خاندان کی تبلیغی جدوجہد سے قادیانی دھرم قبول کر لیا تھا۔ اور وہ اپنے ایک چچازاد محمد قذاق کے عشق میں مبتلا تھی۔ ۱۹۵۲ء میں ان دونوں کا نکاح ہو گیا تھا تو دولت کمانے کی خاطر محمد قذاق خلیجی ممالک جا پہنچا۔ بشریٰ کے عشقیہ خطوط اس کے اندر عشق کی روح پھونکنے کا ایک ذریعہ تھے۔ اچانک بشریٰ کی طرف سے خطوط نویسی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ بشریٰ کو فراموش کر دینا قذاق کے لئے ناممکن تھا۔ اس لئے اس نے اپنے عشق کو باقی عمر کے لئے حرزجاں بنا لیا۔

۱۹۵۵ء میں جب مرزا محمود نے دمشق کا دورہ کیا تو بشریٰ نے اپنے عاشق زاد کو خط کے ذریعہ اطلاع دی کہ وہ خلیفہ ثانی ربوہ اور چودھری ظفر اللہ خاں قادیانی کی تعظیم و تکریم کے لئے دمشق پہنچ جائے۔ قذاق نے قاہرہ کے اخبار "الیوم" کو انٹرویو دیتے ہوئے بشریٰ کے ساتھ اپنے نکاح کی پوری داستان سنا ڈالی۔ اور انتہائی افسوس کے ساتھ کہا کہ "اس کی محبوبہ نے اس کے ساتھ بے وفائی کی ہے۔" بشریٰ کے بھائی محمد نے قذاقی پر دباؤ ڈالا کہ وہ بشریٰ کو طلاق دے دے کیونکہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کے ساتھ بشریٰ کی شادی کے انہوں نے پہلے ہی بندوبست کر رکھے ہیں۔ بشریٰ کے والد کو پینتالیس ہزار پونڈ اور پولش باشندوں کے محلے میں دمشق کے اندر "بستان الخضر" نام کا ایک خوبصورت مکان بھی تعمیر کرا دیا تھا (ماہنامہ شخصیات کراچی صفحہ ۱۵-۱۴ شمارہ ستمبر ۱۹۷۰ء) سر ظفر اللہ قادیانی مرزا محمود کے دورہ دمشق کے دوران میں اس وقت بشریٰ کے عشق کے مبتلا ہوگئے تھے جب موصوف مرزا محمود کے قادیانی مشن کے دورے پر خلیفہ جی کی زیارت کے لئے دمشق گئے تھے اور مرزا محمود ظاہری کاروائی کے تحت بہ غرض علاج

یورپ کے دورے پر تھے۔ ظفر اللہ خان قادیانی نے بشریٰ کے بھائی کو شام SYRIA کے پاکستانی سفارت خانے میں تقرری کی پیش کش بھی کی۔ بشریٰ کی منگنی کے مقدس دن چودھری جی نے بشریٰ کی انگلی میں انگوٹھی ڈالی ہیرے اور جواہرات کا ایک چمکتا دمکتا نکلس اس کے گلے میں ڈالا۔ شادی اور نکاح کی تقریبات دمشق کے پاکستانی سفارت خانے میں انجام پائیں۔ کہا جاتا ہے کہ ظفر اللہ قادیانی کی پہلی شادی اس کی چچازاد اقبال بیگم کے ساتھ ہوئی تھی۔ اقبال بیگم کے مرنے کے بعد اس کی بہن رشیدہ بیگم کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا گیا۔ لیکن وہ بھی جب رب قادیان کو پیاری ہو گئیں تو انہوں نے صوبہ بہار کی ایک خاتون بدر بیگم کے ساتھ اپنی شادی رچالی۔ جس کے بطن سے ان کی (اکلوتی) بیٹی امتہ الحئی پیدا ہوئیں۔ بعد میں بدر بیگم نے ظفر اللہ خان سے طلاق لے لی۔ شام SYRIA کے مفتی نے بشریٰ کے ساتھ شادی، کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا۔ ملک شام کے دوسرے اسکالر، الشیخ محمد خیر القادری نے ظفر اللہ خان کی شادی کی تقریبات کا دمشق کے پاکستانی سفارت خانے میں انتظام و انصرام پر تنقید کرتے ہوئے پُر زور احتجاج کیا۔ موصوف نے اس شادی کو غیر قانونی اور غیر اسلامی قرار دیا۔ انہوں نے کہا ظفر اللہ قادیانی ایک غیر مذہب سے تعلق رکھتا ہے جسے برٹش سامراج نے جنم دیا اور اسے پروان چڑھایا تاکہ عقیدہ جہاد کو منسوخ قرار دے کر اس کو نیست و نابود کیا جاسکے (اخبار، ریاست دہلی اشاعت ۲۸ مئی ۱۹۵۵ء)

آگے چل کر ظفر اللہ خان قادیانی کی یہ شادی اس کی زندگی کے دلگداز لمحات بن کر ناکام ثابت ہوئی۔ بشریٰ اس کی بیٹی سے بھی عمر کے لحاظ سے کم عمر تھی۔ بشریٰ نے چودھری جی سے قطع تعلق کر لیا۔ اور لبنان کے ایک معروف عیسائی شاعر مسٹر مچل نیمی (MICHAL NAIMY) کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئی۔ جو خلیل جبران کے پائے کا دانشور سمجھا جاتا تھا۔ بشریٰ نے اس کی سوانح حیات بھی قلمبند کی۔ آخر کار بشریٰ نے اپنے پرانے محبوب کے ساتھ شادی کر لی۔ اس نے اپنے محبوب کے ساتھ رجوع کر لیا لیکن ظفر اللہ قادیانی بشریٰ کے ساتھ ٹوٹ کر پیار کرتے تھے۔ بشریٰ کو طلاق دینے کے معاملات میں کوئی جذبات کارفرما نہیں تھے۔ بلکہ اس کاروائی کا تعلق فہم و ادراک سے تھا (ویکلی MAG کراچی مطابق ۱۲ تا ۱۸ ستمبر ۱۹۸۵ء)

مرزا محمود کی لندن کانفرنس

مرزا محمود قادیانی نے مغربی طاقتوں سے مکمل تعاون۔ قادیانی جماعت کو بلندیوں پر پہنچانے اور نئی قادیانی اسٹریجی تیار کرنے کے لئے زیورچ۔ ہیمبرگ اور لندن میں کئی ایک کانفرنسیں منعقد کیں۔ لندن کانفرنس میں قادیانی مشن کے اکابر شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں دنیائے عرب کی ان تحریکوں پر غور کیا گیا۔ جو اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے اور اسلامی اقدار کی احیاء ثانیہ کے لئے کام کر رہی تھیں۔ سر ظفر اللہ خان قادیانی لکھتے ہیں کہ ۱۹۵۵ء کے دورے میں خلیفتہ المسیح الثانی (یعنی مرزا محمود قادیانی) نے یورپین قادیانی مشنریوں کا معائنہ کیا۔ اور یورپ کے مختلف ممالک میں کام کرنے والی قادیانی مشنریوں کو چیک کیا۔ ان کی سرگرمیوں اور کامرانیوں کا معائنہ کیا۔ انہیں ہدایات جاری کیں۔ اور مستقبل کی سرگرمیوں کے بارے میں اپنی ہدایات سے انہیں آراستہ و پیراستہ کیا (کتاب احمدیت از چودھری ظفر اللہ قادیانی صفحہ ۲۴۳)

شام، بیروت، اٹلی، سوئٹزرلینڈ اور لندن کے اس مبینہ دورے کے بعد مرزا محمود قادیانی ۲۵ ستمبر ۱۹۵۵ء کو "ربوہ" واپس پہنچ گئے۔

صیہونیت کے ساتھ قادیانیت کا تعاون

مشرق وسطیٰ کے بارے میں تیار کی گئی نئی اسٹریجی کے مطابق اسرائیل کے قادیانی مشن کا چارج سنبھالنے کے لئے خلیفہ ربوہ نے جلال الدین قمر قادیانی کو پاکستان سے اسرائیل روانہ کر دیا۔ اس سے قبل چودھری شریف قادیانی ۱۹۳۸ء سے اسرائیل میں کام کر رہے تھے۔ ۱۹۵۱ء میں شیخ نور احمد قادیانی اور رشید احمد قادیانی، قادیانیت کے فاسد مقاصد کو سرانجام دینے کے بعد پاکستان واپس آچکے تھے۔ اور یہ سب لوگ ربوہ میں قیام پذیر تھے۔ قادیانیت کے مبلغ متعینہ اسرائیل بھی ربوہ ہی میں رہتے تھے۔ (قادیان سے اسرائیل تک از ابومدثرہ صفحہ ۲۰۶)

چودھری شریف قادیانی جب اسرائیل سے پاکستان کو روانہ ہو رہے تھے تو اسرائیلی وزیر اعظم مسٹر بنزیوی (BENZEVI) نے ایک خاص پیغام کے ذریعہ انہیں ملاقات کے لئے کہا۔ وزیر اعظم موصوف صیہونیت اور قادیانیت کے مابین مفاہمت اور قریبی خفیہ تعلقات کے خواہشمند تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ صیہونیوں اور قادیانی غنڈوں کے مابین رشتہ قائم کر لیا جائے۔ ۲۸ نومبر ۱۹۵۵ء کو اسرائیلی وزیر اعظم نے شریف قادیانی کو شرف ملاقات بخشا مرزا محمود خلیفہ ربوہ نے جمعہ کے ایک خطبے میں بڑے فخریہ انداز میں قادیانیوں کو بتایا کہ اسرائیل وزیر اعظم احمدی یعنی قادیانی مشنری کو اپنے ملک میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ چودھری شریف قادیانی جب اسرائیلی سے پاکستان پہنچے تو ماہنامہ "الفرقان" ربوہ نے فلسطین میں تبلیغ اسلام کے عنوان سے ایک خصوصی نمبر شائع کیا۔ "الفرقان" کے مدیر اعلیٰ اللہ دتہ قادیانی لکھتے ہیں۔ "مولانا شریف (قادیانی) ۱۹۳۸ء سے ۱۹۵۵ء تک فلسطین میں قادیانی مشن کے انچارج رہے۔ حال ہی میں اپنے اہل و عیال سمیت پاکستان آئے ہیں۔ ان کی جگہ جلال الدین قمر قادیانی کو فلسطین کے لئے قادیانی مشن کا انچارج مقرر کیا گیا ہے (ماہنامہ الفرقان ربوہ فروری ۱۹۵۶ء) اپنی موعودہ سرزمین پر جنگجو صیہونی تنظیمیں مسیحی اقلیت کی کارگزاریوں پر ہمیشہ اپنے تند و تیز رد عمل کا اظہار کرتی رہی ہیں۔ یسوع مسیح کے پیغام کو یہودی نظریہ پر قائم حکومت کے اندر صیہونی کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اسرائیل کے مسیحی مشن نے اپنی کارگزاری کی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا۔ مسیحی مشنریوں کے کام میں جنگجو صیہونیوں نے ہمیشہ رکاوٹ ڈالی اور ہیجان انگیز حد تک برا محسوس کرتے تھے۔ مسیحی مشنریوں کے گھروں پر حملے کئے گئے۔ بائبل کے "عہد نامہ جدید" کو برباد کر دینے کے لئے دکانوں کو نذر آتش کرنے کی جدوجہد کی گئی (روزنامہ مارننگ نیوز اشاعت ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء) لیکن احمدیہ (قادیانی) مشن کو یہودیوں نے کبھی نہیں چھیڑا۔ جبکہ وہ اسرائیل میں "اسلام" کی تبلیغ کرنے کے دعویدار ہیں۔ یہودیوں اور قادیانیوں کے اسرائیل میں باہمی تعلقات کا خلاصہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے مرزا مبارک احمد کی ایک تصنیف (OUR FOREIGN MISSIONS) کے اس خلاصے میں ملاحظہ ہو۔

مولانا مشتاق احمد (چنیوٹ)

ناقابلِ تردید:

تصادات مرزا قادیانی

(آخری قسط)

اپنے ذاتی حالات اور دعووں کے متعلق تصادات

تصویر کا پہلا رخ

۱۲- اگر آسمان کے نیچے میری طرح اور بھی کوئی تائید یافتہ ہے تو کیوں وہ میرے مقابل نہیں آتا، خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے، خدا نے مجھے آسمان سے نشان دیئے ہیں، خدا نے مجھے زمین سے نشان دئے ہیں، خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہو گا (تحفہ گولڑویہ ص ۹۵، روحانی خزائن ص ۱۸۱)

۱۳- اخفاء کرنا میرے نزدیک گناہ ہے اور کمینے آدمیوں کی عادت ہے۔ (الاستفتاء ص ۳۶، ملحقہ حقیقتہ الوحی)

۱۴- اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸)

۱۵- انبیاء کرم کو احتلام نہیں ہوتا۔ (سیرت المہدی ص ۱۳۹/ج ۱) ص ۱۵۷/ج ۱

۱۶- گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف سے ہے اور میں حدیث رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتا ہوں، جو چشمۂ حق و معرفت ہے اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو خیر القرون میں باجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں، نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں اور نہ ان میں کوئی کمی اور اسی

تصویر کا دوسرا رخ

۱۲- سیرت المہدی ص ۲۲۰، ۲۳۸ / ج ۱ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا نے مدت العمر میں صرف پانچ مناظرے کئے اور یہ تمام مناظرے تحریری تھے۔ علماء کے تقریری مناظروں کی دعوت مرزا نے کبھی قبول نہ کی۔ سوال یہ ہے کہ اگر مرزا کا مذکورہ الہام واقعتہً درست تھا، اگر مرزا صاحب واقعتہ باصلاحیت تھے تو انہیں تقریری مقابلہ سے گریز اور تحریری مقابلہ پر اصرار کیوں تھا؟

۱۳- اور اللہ کی قسم میں بہت مدت سے جانتا تھا کہ میں مسیح ابن مریم بنایا گیا ہوں........ لیکن میں نے اس کے اظہار میں دس برس توقف کیا (التبلیغ ص ۵۵۱ ملحقہ آئینہ کمالات اسلام)

۱۴- کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ ص ۹۷/ج ۵، مثلہ، درثمین اردو ص ۶۹) کیا بلندی اور کیا پستی ہے؟

۱۵- ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا۔ (سیرت المہدی ۲۴۲/۳)

۱۶- (۱) اور یہ الہام جو براہین احمدیہ میں بھی چھپ چکا ہے بصراحت و باواز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں یا حدیث شریف میں بمع پیش گوئی ضرورر موجود ہے انا انزلناہ قریباً من القادیان (ازالہ اوہام ۳۴ / حاشیہ) یہ قرآن و حدیث پر سفید جھوٹ ہے۔

اعتقاد پر زندہ رہوں گا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا اور جو شخص شریعت محمدی میں ذرا برابر کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو آمین (انجام آتھم ص ۱۴۴)

۱۷- ہزار ہا دعائیں قبول ہو چکی ہیں اور تین ہزار سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں (تریاق القلوب ص ۱۱ سن تصنیف ۱۹۰۲)

۱۸- ایسا ہی میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صدہا نشان ظاہر ہوئے (تذکرۃ الشہادتین ص ۳٦، سن تالیف ۱۹۰۳ء)

۱۹- جس شخص کے ہاتھ سے ابتک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں (تذکرۃ الشہادتین ص ۴۳، سن تالیف ۱۹۰۳ء

۲۰- کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے اور اس کو حکم کرے پھر وہ اشرار کے خوف کی وجہ سے اپنے رب کے حکم کو چھپائے (مواہب الرحمن ص ٦٦، روحانی خزائن ص ۲۸۴)

بیان کیا ہم سے حاجی عبدالحمید صاحب نے ایک دفعہ جب ازالہ اوہام شائع ہوئی ہے حضرت لدھیانہ میں باہر چہل قدمی کے لئے تشریف لے گئے۔ میں، اور حافظ حامد علی، ساتھ تھے، راستہ

(۲) حیات عیسی علیہ السلام کے اجماعی عقیدہ کو رسمی عقیدہ قرار دیتے ہوئے اس کا انکار کر دیا (اعجاز احمدی ۱۳/۷)۔ (۳) مرزا نے قرآن مجید پر جھوٹ باندھا کہ قرآن مجید میں مرقوم ہے کہ اصلاح اخلاق میں حضرت عیسی علیہ السلام کا تمام نبیوں سے گرا ہوا نمبر تھا (براہین احمدیہ ص ۴۸/ج ۵) قرآن و حدیث و اجماع امت کے خلاف بیسیوں حوالے موجود ہیں اختصاراً صرف انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۷- جو شخص مجھ کو باوجود صلہ یا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے (حقیقۃ الوحی ص ۱٦۳، روحانی خزائن ص ۱٦۸، سن تالیف ۱۹۰۷ء

۱۸- اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں (ایضاً بحوالہ مذکورہ)

۱۹- خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور ایک لاکھ سے بھی زیادہ اس نے میرے ہاتھ پر نشان دکھلائے ہیں (چشمہ معرفت ص ۳٦، سن تالیف دسمبر ۱۹۰۷ء/۱۹۰۸ء)

۲۰- دوسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین نے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ گویا میں نے کوئی الہام اس مضمون کا شائع کیا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی سلطنت آٹھ سال کے عرصہ میں تباہ ہو جائے گی میں اس بہتان کا جواب بجز اس کے کیا لکھوں کہ خدا جھوٹے کو تباہ کرے میں نے ایسا الہام ہر گز شائع نہیں کیا (کشف الغطاء ص ۴۰، روحانی خزائن ص ۲۱٦)

۲۴- ان اللہ لا یترکنی علی خطاء طرفۃ عین و یعصمنی عن کل مینٌ (بیشک اللہ تعالی پلک جھپکنے کی مقدار بھی غلطی پر نہیں چھوڑتا اور ہر غلطی سے مجھے محفوظ رکھتا ہے۔ (نور الحق ۲۷۲/ ج۲)

۲۴- مرزا حضرت عیسی علیہ السلام کے آسمانوں پر زندہ رفع اور نزول کا ۵۲ برس تک قائل رہا جسے وہ شرک عظیم قرار دیتا ہے اور اس کے بقول خداتعالی کی مسلسل وحی نے اس غلطی کا ازالہ کر دیا اور اپنے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا (دیکھو اعجاز احمدی ص۷، روحانی خزائن ص۱۱۳)

۲۵- جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان سے معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں
(کشتی نوح ص۱۷)

۲۵- بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور سے "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے مرزا صاحب کے دین سے، ناقل) سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے (سیرت المہدی ص۳۳/ج۱)

۲۶- اس نے مجھے براہین میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳۱ حاشیہ، روحانی خزائن ص۶۷)

۲۶- میں ایک دائم المرض آدمی ہوں ...... ہمیشہ سر درد اور دورانِ سر اور کمی خواب اور تشنج، دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے (ضمیمہ اربعین نمبر۳، ۴ ص ۳۸، ۳۹، روحانی خزائن ص ۴۷۰-۴۷۱)

۲۷- قادیان طاعون سے اس لئے محفوظ رکھا گیا کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قایان میں تھا (دافع البلاء ص۵ روحانی خزائن ص۲۲۶)

۲۷- ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی (حقیقۃ الوحی ص ۲۴۴) پھر طاعون کے دنوں میں جب طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف بیمار ہو گیا (حقیقت الوحی ص ۸۶)

میں حافظ حامد علی نے مجھ سے کہا کہ آج رات یا شاید کہا کہ ان دنوں میں حضرت صاحب کو الہام ہوا ہے کہ سلطنت برطانیہ تا ہشت سال، بعد ازاں ایام ضعف و اختلال (سیرت المہدی ص۷۵ / ج ۱)

۲۱۔ میر عباس علی کے قادیانی ہونے پر لکھا "ان کے مرتبہ اخلاص کو ثابت کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو ان کے حق میں الہام ہوا تھا اصلہ ثابت و فرعھا فی السماء اس کی جڑ نہایت مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان تک چلی گئی ہیں (ازالہ اوہام ص ۳۲۲، روحانی خزائن ص ۵۷۲)

۲۱۔ میر عباس علی کے مرزائیت کو چھوڑنے اور مشرف باسلام ہونے پر لکھا۔ وہ مرتد ہو گیا...... اسکا انجام بدہوا ..... جب انسان پر شقاوت کے دن آتے ہیں تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا (نزول المسیح ص ۲۴۰، روحانی خزائن ۶۱۸ / ج ۱۸)

۲۲۔ میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے، میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے (اربعین نمبر ۱، ص ۲، روحانی خزائن ص ۳۴۴)

۲۲۔ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی ہے سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی ہے (حقیقۃ الوحی ص ۲۳۵) جب مرزا صاحب کا کوئی بھی دشمن نہیں ہے اور مرزا صاحب لوگوں پر والدین کی طرح مہربان ہیں تو یہ دعا کیوں؟

۲۳۔ تو وہ مسیح ہے جسکا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا، تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جا سکتا (تذکرہ ص ۳۸۰)

۲۳۔ میرے والد صاحب اپنے بعض اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع ہو گیا (کتاب البریہ ص ۱۶۴ / ۱۵۱، روحانی خزائن ص ۱۸۲)

۲۸- کیا کسی کو یاد ہے کہ کاذب اور مفتری کو پچیس برس تک مہلت دی گئی جیسا کہ اس بندہ کو (یعنی مرزا کا دعویٰ نبوت ۲۵ برس سے ہے) سراج منیر ص ۴ سن تالیف ص ۱۸۹۷ء) اس طرح دعویٰ نبوت کی ابتداء ۱۸۷۲ء سے معلوم ہوتی ہے۔

۲۸- سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے پر تئیس برس کی مدت دی گئی اور تئیس برس تک برابر یہ سلسلہ وحی کا جاری رکھا گیا۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۲، سن تالیف ۱۹۰۲ء) معلوم ہوا کہ دعویٰ نبوت ۱۸۷۹ء میں کیا تھا۔

۲۹- (عبداللہ آتھم کے بارے میں لکھا) پس اے حق کے طالبو! یقیناً سمجھو کہ ہاویہ میں گرنے کی پیش گوئی پوری نکلی اور اسلام کی فتح ہوئی اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی (انوار الاسلام ص ۷)

۲۹- انہوں نے (یعنی عیسائیوں نے) پشاور سے لے کر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کئے اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخباروں والے ان کے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے تھے (سراج منیر ص ۵۴) مرزا صاحب کی اپنی تحریر سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کو کوئی ذلت نہیں پہنچی مرزا صاحب نے جھوٹ بولا ہے کہ ان کو ذلت پہنچی تھی۔

۳۰- اس نے اپنے پاس سے میری مدد کی اور مجھے دوست پکڑا اور اس نے مجھ پر ان راست بازوں کے علوم کھول دیئے ہیں جو پہلے گزرے ہیں اور مجھے وارثوں میں سے کیا (نور الحق ۲۱۱ ج ۲)

۳۰- (مرزا صاحب کی جہالتیں) (۱) لم یلد کا لفظ جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا کسی کا بیٹا نہیں کسی کا جنایا ہوا نہیں (ست بچن ص ۱۴۰، روحانی خزائن ۲۶۴) لم یلد کا درست ترجمہ یہ ہے کہ خدا کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ (۲) حضور ﷺ کے گیارہ لڑکے تھے۔ (چشمہ معرفت ص ۲۹۹ مثلہ تجلیات الہیہ ص ۳۰) یہ بھی مرزا صاحب کی کھلم کھلا جہالت ہے۔ مرزا صاحب کی بے شمار جہالتوں میں سے بطور نمونہ دو جہالتیں اوپر ذکر کی گئی ہیں۔

۳۱- میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے

۳۱- اگر وہ ساٹھ برس الگ کر دیئے جائیں جو

پر صدی کا سر بھی آچکا (تریاق القلوب ص ۱۳۶، روحانی خزائن ص ۲۸۳) اس طرح مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش ۱۲۶۱ھ ہے۔

۳۲۔ خدا نے مجھے چار نشان دئیے ہیں۔

۱۔ میں قرآن شریف کے معجزے کے ظل کے طور پر عربی بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں، ہے کوئی جو اسکا مقابلہ کر سکے؟ (ضرورت الامام ص ۲۵ و مثلہ حقیقت الوحی ص ۲۲۴ و مثلہ ایام الصلح ص ۱۷۲)

۳۳۔ مباہلہ دراصل میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ میرا اس میں یہ مدعا تھا کہ عبدالحق پر بد دعا کروں اور نہ میں نے بعد مباہلہ کبھی اس بات کی طرف توجہ کی (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱، ۲۰ حاشیہ، روحانی خزائن ص ۳۰۵)

۳۴۔ آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیف سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر انوار الٰہی کی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھ لو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں (ضمیمہ آئینہ کمالات اسلام ص ۳، روحانی خزائن ص ۶۵۰ / ۶۵۱)

اس عاجز کی عمر کے ہیں تو ۱۲۵۷ھ تک بھی اشاعت اسلام کے وسائل گویا کالعدم تھے (تحفہ گولڑویہ ص ۲۶۰) یعنی تاریخ پیدائش ۱۲۵۷ھ ہے۔

۳۲۔ سالت عنی دلیلاً علیہ (نورالحق ص ۷۷ / ج۱) درست یوں تھا سالتنی عن دلیل علیہ (۲) سبقاء کو الجماد (کلج کی جمع) (نورالحق ص ۶۸ / ج۱) کلج عربی زبان کا لفظ نہیں ہے یہ خود ساختہ عربی ہے۔

مرزا کی عربی اغلاط پر مستقل کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں بطور نمونہ مذکورہ اغلاط کافی ہیں۔

۳۳۔ صدہا مخالف مولویوں کو مباہلہ کے لئے بلایا گیا جن میں سے عبدالحق غزنوی میدان میں نکلا اور مباہلہ کیا (نزول المسیح ص ۱۹۶، روحانی خزائن ص ۵۷۲)

۳۴۔ جس کی لاش اس تصویر میں دیکھ رہے ہو یہ ایک ہندو متعصب آریہ دشمن اسلام تھا جس نے میری نسبت اپنی کتب میں پیش گوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مارا جائے گا اور میں نے بھی اس کی نسبت پیش گوئی کی تھی کہ چھے برس تک چھری سے مارا جائے گا۔ (نزول المسیح ص ۱۷۷ / ۱۷۵، روحانی خزائن ص ۵۵۳)

مختصر تبصرہ۔ مرزا صاحب نے لیکھرام کے قتل کے بعد چھری کے لفظ کا پیش گوئی میں اضافہ کیا۔ آئینہ کمالات اسلام میں درج اصل پیش گوئی میں خارق عادت عذاب کے لفظ ہیں اور چھری سے قتل خارق عادت نہیں کیونکہ خارق

عادت وہ ہے جس کی دنیا میں نظیر نہ پائی جائے (دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۲۰۴)

۳۵- عبداللہ آتھم کے بارے میں پیش گوئی) تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عملاً جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ (جلدی) کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے (جنگ مقدس ص ۲۰۹- ۲۱۰، روحانی خزائن ص ۲۹۱- ۲۹۲)

۳۵- اس نے عین جلسہ مباحثہ میں ستر معزز آدمیوں کے روبرو آنحضرت کو دجال کہنے سے رجوع کر لیا تھا اور پیش گوئی کی بنا یہی تھی کہ اس نے آنحضرت ﷺ کو دجال کہا تھا (کشتی نوح ص ۶)

تبصرہ ناظرین کرام! آپ سامنے کے کالم میں اصل پیش گوئی ملاحظہ فرما رہے ہیں اس میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ اس پیشگوئی کی بنیاد آنحضرت ﷺ کی توہین ہے۔ کیسی دیدہ دلیری سے مرزا صاحب جھوٹ بول رہے ہیں!

۳۶- میں نے کبھی ریاضات شاقہ نہیں کیں اور نہ زمانہ حال کے بعض صوفیوں کی طرح مجاہدات شدیدہ میں اپنے نفس کو ڈالا۔
(کتاب البریہ ۱۷۸/حاشیہ روحانی خزائن ۱۹۶ء

۳۶- دو تین ہفتے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کروں سو میں اس روز کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ میں تمام دن رات میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا (کتاب لبریہ ۱۷۹، روحانی خزائن ص ۱۹۷)

محمد معاویہ (چیچاوطنی)

منافق کوفیوں اور سبائیوں نے دھوکہ دیکر سیدنا حسینؓ کو شہید کیا

چیچاوطنی میں مجلس ذکر حسین سے سید محمد کفیل بخاری کا خطاب

مجلس احرار اسلام چیچاوطنی کے زیر اہتمام حسب سابق سالانہ مجلس ذکر حسینؓ ۶ محرم ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۹۴ء جامع مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم میں منعقد ہوئی۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری اس مجلس کے مقرر تھے۔ ایک بجے قبل از نماز جمعہ ان کا خطاب شروع ہوا جو تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہا۔

حادثہ کربلا اور شہادت سیدنا حسینؓ کے حوالے سے انہوں نے نہایت مفصل اور مدلل بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ قتل حسینؓ کی سازش کی ابتداء قتل سیدنا عثمانؓ سے ہوتی ہے۔ اس کے پس منظر میں ابن سبا جیسے یہودی النسل منافق اور اسلام دشمن شخص کی ذہنی اور فکری خباثتیں کار فرما تھیں۔ سیدنا حسینؓ کو خطوط لکھے گئے اور دھوکہ دیا گیا۔ یہ کام منافق کوفیوں نے سرانجام دیا۔ جب سیدنا حسینؓ نے کوفیوں کی دعوت پر سفر کا آغاز کیا تو راستے میں ہی انہیں اصل سازش کا علم ہو گیا اور انہوں نے اپنے مؤقف سے رجوع کرتے ہوئے واپسی کا فیصلہ کیا۔ سیدنا حسینؓ تمام مسلمانوں کے لئے بالکل اسی طرح قابلِ احترام ہیں جس طرح دوسرے صحابہ کرام۔ حسینؓ کی محبت اہل سنت والجماعت کے ایمان کا حصہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ بے شک سیدنا حسینؓ کی شہادت مظلومانہ ہے اور ان پر ظلم ہوا لیکن تاریخ کے کذاب راویوں اور سبائی و رافضی مؤرخوں کی روایتیں اس لئے اہل سنت کے لئے قابل قبول نہیں۔ کہ انہی راویوں نے حادثہ کربلا کے مظالم، اور محبت آلِ رسول کی آڑ میں اسلام کی نہایت ہی محترم جماعت صحابہ کرامؓ پر کذب و افتراء کا کیچڑ اچھالا اور امت میں انتشار و افتراق اور فساد پیدا کیا۔ انہوں نے کہا کہ شہادت حسینؓ غیرت و حمیت کے جذبہ پاک سے معمور ہے۔

مولانا ابوریحان سیالکوٹی

سبائی فتنہ

(حصہ اول)

قیمت 150 روپے

اہل سنت کے روپ میں رفض و سبائیت پھیلانے والے طبقہ کے خیالات کا علمی و تحقیقی محاسبہ
ایسی کتاب جس نے بعض نام نہاد تقدس مآبوں کی حجلہ عروسی میں زلزلہ بپا کر دیا

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

نم معاویہ ملتان

سیدنا حسینؓ کی شہادت تاریخ کا المناک ترین حادثہ ہے

قاتلین حسین وہی کوفی تھے جنھوں نے آپ کو دعوت دی

اصل حقائق تاریخ کے غبار میں گم کر کے فرضی قصے کہانیاں وضع کی گئیں

سیدنا حسینؓ ہماری محبتوں اور عقیدتوں کا مرکز و محور ہیں

ابن سباء کی روحانی و معنوی اولاد سن لے!

تاریخ کا غبار چھٹ چکا ہے، حقائق کو منظر عام پر آنے سے کوئی نہیں روک سکتا

دار بنی ہاشم ملتان میں بائیسویں سالانہ مجلس ذکر حسین کے اجتماع سے حضرت سید عطاء المحسن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، ابوہندہ محمد عبداللہ، مولانا محمد مغیرہ، سید محمد کفیل بخاری اور دیگر مقررین کا خطاب

۱۰ محرم ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۸ مئی ۱۹۹۶ء کو دار بنی ہاشم ملتان میں بائیسویں سالانہ مجلس ذکر حسینؓ منعقد ہے مؤمنین اہل سنت کا جم غفیر مقررین کو سننے کے لئے بے تاب و بے قرار ہے، شرکاء اجتماع کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہورہا ہے۔ اس مرتبہ کا اجتماع تاریخی اور مثالی تھا۔ ملتان کے علاوہ دوسرے کئی شہروں سے معزز سامعین بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ حسب سابق صبح ۱۰ بجے مجلس ختم قرآن کریم منعقد ہوئی اور مؤمنین اہل سنت نے سیدنا حسینؓ اور دیگر شہداء کربلا کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کا ہدیہ پیش کیا۔ بعد ازاں مجلس ذکر حسین کی پہلی نشست کا آغاز ہوا۔ مولانا محمد مغیرہ (خطیب مسجد احرار ربوہ) سٹیج سیکرٹری تھے۔ تلاوت قرآن اور حافظ محمد اکرم صاحب کی نعت کے بعد مقامی مبلغ احرار جناب محمد یعقوب خان نے خطاب کیا پھر حضرت ابوذر بخاری قدس سرہ کے شاگرد خاص اور مسجد معاویہ ملتان کے منتظم محترم ابوھندہ محمد عبداللہ صاحب کا تفصیلی خطاب ہوا۔ اسی طرح مجلس احرار اسلام شہلی غربی حاصل پور کے رہنما جناب ابومعاویہ حافظ کفایت اللہ صاحب، بہاولنگر کے احرار رہنما حافظ انیس الرحمن صاحب، حاصل پور ہی کے محترم قاری محمد ادریس صاحب، مرکزی احرار رہنما مولانا محمد اسحٰق سلیمی صاحب اور دیگر مقررین نے اپنے خطاب میں حادثہ کربلا پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔ مقام و منصب صحابہ کرامؓ بیان کیا۔ ۲ بجے نماز ظہر کا وقفہ ہوا اور نماز کے بعد ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری کا تفصیلی خطاب ہوا اور آخری مقرر خطیب بنی ہاشم ابن

امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ حادثہ کربلا کے حوالے سے تاریخی حقائق نہایت بلیغ اور مدلل انداز میں بیان کئے۔

خطیب بنی ہاشم حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے فرمایا کہ سیدنا حسینؓ کی شہادت تاریخ کا المناک ترین حادثہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودیوں، مجوسیوں سبائیوں اور خبیثانِ عجم کے پروپیگنڈے نے اصل قاتلین کو گم کر کے بے گناہ شخصیتوں کو ملوث کر دیا۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اصل قاتلین حسینؓ وہ کوفی تھے جنہوں نے آپ کو خطوط لکھ کر بلایا اور دعوت دی۔

انہوں نے کہا کہ اسی سازش کے تحت اصل حقائق کو تاریخ کے غبار میں گم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور فرضی قصے کہانیاں وضع کر کے حقائق چھپانے اور اصل مجرموں کو اوجھل کرنے کی سازش کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا حسینؓ کا آخری خطبہ کربلا اور آپ کی تین شرطیں حادثہ کربلا کو سمجھنے اور اس کی تہہ تک پہنچنے کے لئے کافی ہیں۔ اس کے بعد کوئی سازش اور کوئی سازشی کردار پوشیدہ نہیں رہ جاتا۔

انہوں نے کہا کہ ابن سباء کی روحانی و معنوی اولاد سن لے! تاریخ کا غبار چھٹ چکا ہے اور اب حقائق کو منظر عام پر آنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ لوگوں میں تاریخی شعور بیدار ہو رہا ہے اور اب محبت آل رسول کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

مجلس ذکر حسین شام چھ بجے اختتام پذیر ہوئی۔

(بقیہ از ص ۲۳)

۵۔ پانچویں خرابی اس تقابلی تصحیح میں یہ ہے کہ اس صورت میں حضرت حسینؓ کے کربلائی خروج کی صحت، اصلی، مستقل اور مضبوط نہیں رہتی بلکہ محض اضافی، عارضی اور کمزور قرار پاتی ہے۔ اس تقابل کے بعد ان کا یہ خروج صرف اسی وقت تک صحیح رہتا ہے جب تک یزید کو فاسق و فاجر مانا جائے۔ لیکن اگر اس کو یہ کچھ نہ مانا جائے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کوئی اس کے عادل و صالح ہونے کا دعویٰ کر دے تو وہ صحیح نہیں رہیگا۔ بلکہ جب اس کا فسق و عدل اختلافی ہوا تو ہر کسی کے لئے ہر وقت یہ گنجائش رہے گی کہ جب کوئی چاہے اس کو فاسق و فاجر کہہ کر حضرت حسینؓ کے اس خروج کو صحیح بنا لے اور جب چاہے اس کو غیر فاسق و غیر فاجر بلکہ عادل و صالح کہہ کر ان کے خروج کو غلط اور بغاوت بنا لے۔ حالانکہ ان کے اس خروج کی صحت، اصلی، مستقل اور مضبوط ہے، اضافی، عارضی اور کمزور نہیں ہے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جبکہ اس کو یزید کے فسق و فجور پر موقوف کرنے کی بجائے اصول و قواعد پر مبنی کیا جائے۔ کیونکہ اصول و قواعد پائیدار ہوتے ہیں۔ ان کا انکار کرنا، یا ان کو توڑنا یا ان کی خلاف ورزی کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔ لیکن جس شخص کا فسق و عدل اختلافی ہو اس کے فسق یا عدل کا انکار کرنا یا فاسق کو عادل اور عادل کو فاسق مان لینا بہت آسان ہے۔ اس لئے خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ حضرت حسینؓ کے کربلائی خروج کی صحت، یزید کے فسق و فجور پر قطعاً موقوف نہیں ہے اور نہ اس بنیاد پر وہ صحیح بن اور رہ ہی سکتا ہے بلکہ اس کی بنیاد اصول و قواعد پر ہے جس کی تفصیل حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے رسالہ "شہادۃ امام حسینؓ اور کردار یزید" میں دیکھی جا سکتی ہے۔

عبد اللطیف خالد چیمہ
مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات
(کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان

قادیانیوں کی حمایت اور توہینِ رسالت قانون میں ترمیم سے متعلق کسی بھی غیر ملکی طاقت کی مداخلت برداشت نہیں کریں گے۔

۷ جون کو پورے ملک میں یوم مطالبات منایا جائے گا۔
مطالبات منظور نہ ہوئے تو احتجاجی تحریک چلائی جائے گی۔

مغرب زدہ عورتیں قادیانیوں کی شہ پر انسانی حقوق کے نام پر اسلام کے خلاف زہر اگل رہی ہیں۔ حکومت ان بدزبانوں کو لگام دے
پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کی حکومتی سازش کامیاب نہیں ہوگی
مرکزی مجلس عمل کی تنظیم نو حضرت مولانا خواجہ محمد مدظلہ مرکزی امیر ہوں گے

۱۶ مئی کو لاہور میں منعقدہ کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سربراہی اجلاس کے فیصلے، قراردادیں اور قومی ختم نبوت کنونشن سے مرکزی رہنماؤں کا خطاب

کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے ملک بھر میں تحریک تحفظ ختم نبوت کو از سر نو منظم کرنے اور ہر سطح پر مجالس عمل کی تشکیل کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ مجلس عمل میں شامل جماعتوں کے سربراہوں کے اجلاس میں کیا گیا جو ۱۶ مئی کو دفتر ختم نبوت مسلم ٹاؤن لاہور میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں سینیٹر قاضی حسین احمد، مولانا محمد اجمل خان، ڈاکٹر اسرار احمد، جنرل محمد حسین انصاری، لیاقت بلوچ، قاری عبدالحمید قادری، مولانا سید محفوظ شاہ مشہدی، مولانا سعید احمد اسعد، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا زاہد الراشدی، مولانا اللہ وسایا، پروفیسر خالد شبیر احمد، سردار محمد خان لغاری، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ محمد ریاض درانی، مولانا اللہ وسایا قاسم، مولانا محمد اسحاق سلیمی، صوفی غلام رسول نیازی، مولانا عبدالمالک خان، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، حافظ عبدالرحمن مدنی اور انجنیئر سلیم اللہ خان شامل ہیں۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۷ جون جمعۃ المبارک کو ملک بھر میں یوم مطالبات منایا جائے گا۔ اور اس موقع پر خطبات جمعہ و دیگر اجتماعات میں تحریک تحفظِ ختم نبوت کے مطالبات پر روشنی ڈالی جائیگی۔ اس کے علاوہ اگلے تین ماہ کے دوران کاموکی، کوٹلی، میرپور آزاد کشمیر، پشاور، گوجرانوالہ، سرگودھا، ملتان اور سکھر میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی

جائیں گی اور مرکزی مجلس عمل کے رہنماؤں کا وفد ملک کے مختلف شہروں کا دورہ کرے گا۔ اجلاس میں طے پایا کہ انسانی حقوق کی تنظیموں کے وفد کی لاہور آمد کے موقع پر مرکزی مجلس عمل کا ایک وفد اس سے ملاقات کرے گا، قادیانی مسئلہ اور تحفظ ناموس رسالت کے بارے میں مسلمانوں کے جذبات سے انھیں آگاہ کرے گا۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادوں کی منظوری دی گئی۔ جنہیں بعد میں قومی ختم نبوت کنونشن کے اجتماع میں پڑھ کر سنایا گیا اور حاضرین سے تصدیق حاصل کی گئی۔

۱۔ قادیانی امت کو دعوت:

کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام قومی ختم نبوت کنونشن امت مسلمہ کے اجماعی عقیدہ، متفقہ فیصلہ اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ کے دستوری فیصلہ سے قادیانی امت کے مسلسل انحراف کو ہٹ دھرمی اور بے جا ضد قرار دیتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ قادیانی گروہ عالمی استعمار کی شہہ پر امت مسلمہ کو مسلسل الجھائے رکھنے اور نئی پود کو ذہنی انتشار کا شکار بنانے کے لئے جان بوجھ کر یہ صورتحال قائم رکھے ہوئے ہے ورنہ اس مسئلہ کا واحد حل یہ ہے کہ قادیانی گروہ امت مسلمہ کے اجماعی عقیدہ سے انحراف کا راستہ ترک کر کے امت کے اجتماعی دھارے میں واپس آجائے اور اگر ایسا اس کے مقدر میں نہیں ہے تو اپنے نئے مذہب کے لئے الگ نام اور شناخت اختیار کر کے غیر مسلم اقلیت کی دستوری حیثیت کو قبول کر لے تاکہ دھوکہ اور اشتباہ کی فضا سے نکل کر وہ اپنے مسلمہ حقوق کا تحفظ کر سکے۔

قومی ختم نبوت کنونشن یقین دلاتا ہے کہ اجماعی عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد پر امت مسلمہ میں واپس آنے والے قادیانی گروہ یا افراد کا پرجوش خیر مقدم کیا جائے گا۔ اور علماء امت اور پارلیمنٹ کے فیصلے کی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت کی حیثیت قبول کرنے کی صورت میں قادیانی گروہ کے حقوق کے لئے اقلیتی حقوق کے تحفظ کی مکمل حمایت کی جائے گی۔

۲۔ مغربی لابیوں اور حکومتوں کی مداخلت:

قومی ختم نبوت کنونشن قادیانی مسئلہ اور توہین رسالت کی سزا کے قانون کے بارے میں امریکہ اور دیگر مغربی حکومتوں اور اداروں کی مسلسل مداخلت کو مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں مداخلت قرار دیتا ہے اور بالخصوص امریکی وزارت خارجہ کی حالیہ رپورٹوں پر شدید ردعمل کا اظہار کرتا ہے جسمیں توہین رسالت کی سزا کے قانون اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے آئینی وقانونی اقدامات کو ہدف تنقید بناتے ہوئے ان کی منسوخی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ کنونشن، پاکستان کے غیور مسلمانوں کے ان جذبات کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ امریکہ اور دیگر مغربی حکومتیں اور ادارے اس قسم کی رپورٹوں اور مطالبات کے ذریعے پاکستان کے اسلامی تشخص

کو مجروح کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ان کے بنیادی عقائد اور مذہبی احکام پر عمل سے روکنا چاہتے ہیں جو کہ بنیادی مذہبی حقوق کے منافی ہے اور قطعی طور پر ناقابل برداشت ہے۔ کنونشن قادیانی مسئلہ، توہین رسالت کی سزا کے قانون اور دیگر مذہبی معاملات کے بارے میں امریکی وزارت خارجہ اور ایمنیسٹی انٹر نیشنل کی رپورٹوں کو یکطرفہ اور معاندانہ قرار دیتے ہوئے مسترد کرنے کا اعلان کرتا ہے۔ اور واضح کر دینا چاہتا ہے کہ پاکستان کے اندرونی اور مذہبی معاملات میں امریکہ سمیت کسی بھی ملک یا ادارے کی مداخلت کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ حکومت پاکستان کا طرز عمل:

قومی ختم نبوت کنونشن قادیانی مسئلہ اور توہین رسالت کی سزا کے قانون کے سلسلہ میں حکومت پاکستان کے معذرت خواہانہ طرز عمل پر شدید احتجاج کرتا ہے اور عالمی اداروں کے مطالبہ پر حکومت پاکستان کے اس جواب کو دستور پاکستان سے انحراف قرار دیتا ہے۔ کہ "چونکہ حکومت کے پاس اسمبلی میں دو تہائی اکثریت نہیں ہے اس لئے وہ ان قوانین میں ترمیم کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے"۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ حکومت پاکستان مغربی اداروں اور حکومتوں کے مؤقف اور مطالبہ سے متفق ہے اور وہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے اور توہین رسالت کی سزا کے قانون کو ختم کرنا چاہتی ہے لیکن اس کے پاس اسمبلی میں مطلوبہ اکثریت نہیں ہے جسکی وجہ سے ایسا کرنا اس کے لئے مشکل ہے۔ قومی ختم نبوت کنونشن حکومت کے اس مؤقف کو دستور کے تقاضوں کے منافی سمجھتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرے اور مغربی حکومتوں اور لابیوں کے مطالبات پر معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار کرنے کی بجائے پاکستان کے غیور مسلمانوں کے عقائد و روایات کے تحفظ اور دستوری تقاضوں کی پاسداری کی ذمہ داری پوری کرے اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون، اور امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مکمل طور پر عمل درآمد کا اہتمام کرے۔

۴۔ اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق:

قومی ختم نبوت کنونشن اقلیتوں کے لئے دوہرے ووٹ کی حکومتی تجویز کو دو قومی نظریہ کی نفی قرار دیتا ہے جس پر برصغیر میں قیام پاکستان کی جدوجہد استوار کی گئی اور ایک نئی مسلم مملکت کا وجود عمل میں لایا گیا۔ کنونشن یہ سمجھتا ہے کہ اقلیتوں کو ڈھال کے طور پر استعمال کر کے پاکستان کے اسلامی تشخص اور قیام پاکستان کے جواز کو ختم کرنے کی عالمی سطح پر سازش کی جارہی ہے اور اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کے حق کی حکومتی تجویز بھی اسی مہم کا حصہ ہے۔ قومی ختم نبوت کنونشن اس تجویز کو مسترد کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ اگر حکومت نے اس قسم کی کسی تجویز پر عملدرآمد کی کوشش کی تو رائے عامہ کی منظم قوت کے ساتھ اس کی پرزور مذمت کی جائے گی اور ایسی کسی کارروائی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

۵- قادیانی جارحیت کے واقعات:

قومی ختم نبوت کنونشن ملک کے مختلف حصوں میں قادیانی اقلیت کے جارحانہ اقدامات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے جن میں دوالمیال ضلع چکوال، ادرھمہ، نزد ہلال پور سرگودھا۔ چک نمبر ۶ نزد ہڑپہ ضلع ساہیوال، منڈی احمد آباد تحصیل دیپالپور اور بیلو وائس ضلع خوشاب کے واقعات بطور خاص قابل ذکر ہیں جہاں قادیانیوں نے مسلمانوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور بلاوجہ اشتعال کی فضا پیدا کی۔ قومی ختم نبوت کنونشن یہ سمجھتا ہے کہ قادیانی گروہ ملک کے مختلف مقامات پر جان بوجھ کر اس قسم کے حالات پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ وہ اپنی خود ساختہ مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر عالمی اداروں کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت اور پروپگنڈے کے مواقع فراہم کر سکے۔ اس لئے کنونشن قادیانیوں کو خبردار کرتا ہے کہ ان کی اس قسم کی حرکات کا دائرہ صرف ان کے مقاصد تک محدود نہیں رہیگا اگر اس طرح کی کارروائیاں جاری رہیں تو ملت اسلامیہ کی طرف سے ان کے رد عمل کا سامنا کرنا خود قادیانیوں کے لئے ملک کے کسی بھی حصے میں مشکل ہو جائے گا اس لئے قادیانی گروہ کی قیادت کو چاہئیے کہ وہ اس طرز عمل کے نتائج کا بروقت اندازہ کرتے ہوئے اس پر نظر ثانی کرے۔ نیز حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس صورتحال کا نوٹس لے اور معاملات کو ملک گیر سطح پر بگڑنے سے روکنے کے لئے قانونی اقدامات کرے۔

۶- لاہور ہائی کورٹ کا قادیانی جج:

قومی ختم نبوت کنونشن ان اطلاعات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ لاہور ہائی کورٹ میں قادیانی جج اسلام بھٹی کو مستقل جج کی حیثیت دی جارہی ہے۔ کنونشن یہ سمجھتا ہے کہ جو گروہ دستور پاکستان کے واضح فیصلے کو مذہبی طور پر تسلیم کرنے سے انکاری ہے اس کے کسی فرد کو اسی دستور کے تحت ہائی کورٹ میں بطور جج یا کسی دستوری ادارے کے عہدہ دار کے طور پر مقرر کرنا خود دستور پاکستان کی توہین ہے۔ اس لئے کنونشن مطالبہ کرتا ہے کہ مسٹر اسلام بھٹی کو ہائی کورٹ کا جج مقرر کرنے کا فیصلہ واپس لیا جائے اور دستور کو تسلیم کرنے کے واضح اعلان تک قادیانی گروہ کے کسی فرد کو ملک کے کسی بھی کلیدی عہدہ پر مقرر نہ کرنے کا اعلان کر کے دستور پاکستان کے احترام کے تقاضے پورے کئے جائیں۔

اسی روز سہ پہر ۳ بجے قومی ختم نبوت کنونشن فلیٹیز ہوٹل لاہور میں مولانا خواجہ خان محمد کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام اور راہنماؤں نے خطاب کیا اور ملک کے مختلف حصوں سے علماء کرام اور دینی کارکنوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی کنونشن کا آغاز ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ خطاب کرنے والوں میں مولانا محمد اجمل خان، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری، صاحبزادہ حاجی فضل کریم، مولانا پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی، علامہ ڈاکٹر خالد محمود، لیاقت بلوچ، علامہ علی غضنفر کراروی، میاں محمد اجمل قادری، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، قاری عبدالحمید قادری، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا عبدالمالک

خان، سردار محمد خان لغاری، حافظ عبدالرحمن مدنی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا قاری محمد نذیر فاروقی کے علاوہ ممتاز قانون دانوں جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ اور جناب نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ شامل ہیں۔ کنونشن میں ابن امیر شریعت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کو آخری نبی تسلیم کر لیتا ہے پھر وہ مطالبات نہیں کرتا۔ تحفظ ختم نبوت مسلمانوں کا اجماعی اور متفقہ عقیدہ ہے اس پر کوئی مسلمان سمجھوتہ نہیں کرسکتا۔ انہوں نے کہا کہ سرسید، مرزا غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز تینوں ایک ہی مشن کے منادتھے۔ انہوں نے کہا کہ منکرینِ ختم نبوت کو پاکستان میں اپنی آئینی حیثیت میں ہی رہنا ہوگا ان کے لئے دوسرا کوئی راستہ نہیں۔

انہوں نے کہا کہ مرزائی یورپئین میڈیا سے اپنی جعلی مظلومیت کی داستانیں نشر کر رہے ہیں۔ انسانی حقوق کمیشن کے ذریعہ پوری دنیا میں پروپیگنڈہ کر کے دھوکہ دے رہے ہیں کہ پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم ہورہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سراسر کذب بیانی ہے جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ قادیانیوں کے اپنے مرکز قادیان سے لیکر ربوہ تک مظالم کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ جو ایک صدی سے جاری ہے۔ قادیان کے عبدالکریم مباہلہ، محمد حسین، فرالدین ملتانی وغیرہ کے ساتھ جو کچھ انہوں نے کیا وہ ان مظلوموں کی آپ بیتیوں میں چھپ چکا ہے۔ پاکستان میں بے شمار مسلمانوں کو قتل کر چکے ہیں۔ انسانی حقوق کے کمیشن کو قادیانیوں کے مظالم اس لئے نظر نہیں کرتے کہ قادیانی یہودیوں اور امریکیوں کے ایجنٹ ہیں۔

کنونشن میں مجلس احرار اسلام کا وفد حضرت ابنِ امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی قیادت میں شریک ہوا۔ جن میں پروفیسر خالد شبیر احمد (مرکزی ناظم اعلیٰ مجلسِ احرار اسلام پاکستان) مولانا محمد اسحٰق سلیمی، مولانا محمد مغیرہ، صوفی غلام رسول نیازی، حکیم محمد صدیق تارڑ، شیخ عبدالمجید امرتسری، چودھری ثناء اللہ بھٹہ، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، اور دیگر اراکین شامل تھے۔ مقررین نے پاکستان کے اندرونی اور مذہبی معاملات میں امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کی مداخلت کی شدید خدمت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ پاکستان کے غیور مسلمان امتناع قادیانیت آرڈیننس اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے خلاف کسی طاقت کا دباؤ قبول نہیں کریں گے۔ اور اگر حکومت نے امریکہ کو خوش کرنے کے لئے ان قوانین کو چھیڑنے کی کوشش کی تو یہ اس حکومت کا آخری دن ہوگا، مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور کارکن متحد ہو کر استعمار کی سازشوں کا مقابلہ کریں اور پاکستان کے اسلامی تشخص کی حفاظت کریں۔ مقررین نے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور اسے سیکولر ریاست بنانے کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی، مقررین نے اقلیتوں کے لئے دوھرے ووٹ کے حق کی حکومتی تجویز کو سیکولر ریاست کی طرف قدم قرار دیتے ہوئے اس کی مزاحمت کا اعلان کیا۔ مقررین نے مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کو دوبارہ متحرک کرنے

(بقیہ ص ۵۵ پر)

طنزومزاح

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات انکی

★ وزیراعظم نے سردار آصف کا استعفیٰ مسترد کردیا (ایک خبر)

ایسا تحفہ کہاں سے لاؤں گی!

★ گوجرہ۔ پولیس کا ۱۴ سالہ لڑکے پر وحشیانہ تشدد۔ خون کی الٹیاں۔ گردے فیل۔ ہسپتال جا کر دم توڑ دیا (ایک خبر)

★ تھانیداروں نے تاوان کے لئے شہری کو مار مار کر بھوت بنا دیا۔ برہنہ کر کے رولر پھیرے۔ (دوسری خبر)

★ انصاف کے لئے آنے والی عورت سے تھانیدار سمیت ۳ افراد کی زیادتی (تیسری خبر)

یا اللہ! کوئی حجاج بن یوسف بھیج دے!

★ وفاق۔ صدر کے اختیارات ان کے نام پر استعمال کرسکتا ہے۔ (ایس ایم مسعود)

یعنی جب چاہے صدر کو بے وقوف بنا سکتا ہے۔

★ بے نظیر صاحبہ جب صحیح نہیں تھیں۔ میں نے فتویٰ دیا اور جب انہوں نے توبہ کرلی تو واپس لے لیا۔ (انٹرویو مولانا عبد القادر آزاد)

کالی مہندی کے پیسے ختم ہوگئے ہوں گے۔

★ بھٹو کا کیس ری ٹرائل ہونا چاہیئے۔ (ڈاکٹر باسط)

رسی جل گئی پر بل نہ گیا۔

★ بھرتی خالصتاً میرٹ پر ہوگی۔ (مشتاق اعوان)

جھوٹوں پر اللہ کی لعنت

★ مغربی عورتوں کے قریب ہوں (بے نظیر کا سویڈن کے اخبار کو انٹرویو)

اور پاکستان کے عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے کہتی ہیں۔ میرا آئیڈیل حضرت فاطمہؓ ہیں۔

★ زرعی ٹیکس نافذ کرنے کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔ (خالد کھرل)

اپنے پیٹ پر جولات پڑتی ہے۔

★ حج پر جانے والے ۱۳ جیالے منشیات کی سمگلنگ کے الزام میں گرفتار۔ سر قلم کردیئے جائیں گے۔ (ایک خبر)

نمائندوں سے پتہ چلتا ہے۔ حکومت کن لوگوں کی ہے۔

★ پاکپتن بہشتی دروازہ کھل گیا۔ (ایک خبر)
استاد امام دین نے سچ کہا تھا جنت کی سیٹیں تو پر ہو چکی ہیں۔ تو چھیتی سے دوزخ میں وڑ مام دینا۔
★ بے نظیر جب حبیب جالب کے اشعار سنتی ہیں تو ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ (جہانگیر بدر)
کونسے اشعار؟ لاڑکانے چلو، ورنہ تھانے چلو۔
★ چاولوں میں چرس۔ سردار آصف کے بھائی کو بھی تحقیقات میں شامل کرنے کا فیصلہ۔ (ایک خبر)
وزارت خارجہ کا اصل روپ!
★ احمد فراز دہریہ ہیں۔ ہمیشہ پیپلز پارٹی کے دور میں اسلام دشمنی کرتے ہیں۔ (مختلف رہنما)
سلمان رشدی۔ تسلیمہ نسرین۔ فہمیدہ ریاض۔ احمد فراز۔ کشور ناہید۔ عاصمہ جہانگیر۔ ان سب کی پشت پر شیطان سوار ہے۔
★ بے نظیر نے گاڑی منگوا کر ۸۸ لاکھ کے ٹیکس بچائے (ایک خبر)
مجھے غریبوں کی بات کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔
★ پاکستان ٹیلیویژن لاہور مرکز میں علماء کے ایک وفد نے ایم ڈی رعنا شیخ سے ملاقات کی۔ (ایک خبر)
وہ سامنے دو قدم پہ حوروں کے شوہروں کی بارات نکلی۔
★ ہم نے نواز شریف کو ووٹ دیئے۔ وہ ہمیں گالیاں دے رہے ہیں۔ (فضل الرحمن)
پیپلز پارٹی والے آپ کا بہت احترام کرتے ہیں۔
★ سیاست دانوں کی کردار کشی نہیں ہونی چاہئیے (ارکان اسمبلی)
جب کردار ہی نہیں تو کشی کیسی؟
★ علماء کا فتویٰ غلاظت کا پلندہ ہے۔ (عاصمہ جہانگیر)
جو آپ کے باوا مرزا قادیانی آنجہانی کے منہ پر بندھا ہوا ہے۔
★ فضل الرحمن بے نظیر کے نجومی کے فرائض انجام دے رہے ہیں (قاضی عبداللطیف)
اکبر کے نورتنوں میں سے ایک رتن!
★ سکھی جوڑے نے قوم کو دکھی بنا رکھا ہے (شیخ رشید)
اب تو اس کے اپنے بھی بددعائیں دینے لگے ہیں۔
★ قانون کے ہاتھ کسی بھی رکن اسمبلی سے لمبے ہیں۔ (گورنر سروپ)
سب سے زیادہ قتل وغارت گری ارکان اسمبلی نے مچار کھی ہے۔
★ نائٹ کلبوں میں راتیں گزارنے والے کو سیاست کا کیا پتہ۔ عمران خان بال ٹمپرنگ اچھی کر لیتا ہے

ہے۔ (خالد کھرل)
آپ کی راتیں کہاں بسر ہوتی ہیں؟

★ پولیس کے ہاتھوں آئے روز قتل کے خلاف عوام کو سڑکوں پر نکلنا چاہئیے (اعتزاز احسن)
اور آپ کی زنانہ حکومت کس مرض کا علاج ہے؟

★ بااثر لوگ ملازمین سے مل کر بجلی چوری کرتے ہیں۔ (کھر)
اور سارا بوجھ عوام پر ڈال دیا جاتا ہے۔

★ لغاری کے رشتہ دار بد عنوان افسروں کے خلاف کارروائی میں رکاوٹ ہیں۔ (شیر افگن)
بڑی شفاف حکومت ہے۔

★ المصور اللہ کا نام ہے (حنیف رامے)
تو پھر قہار اور جبار بھی اللہ میاں کے نام ہیں۔

★ مجھے جو محبت اپنے بچوں سے ہے وہی دوسروں سے ہے۔ (بے نظیر)
تبھی گجرات میں دو حاملہ عورتوں کے پیٹ کے بچے بھی قتل کروا دیئے گئے۔ اور کچھ نہیں ہوا۔

قادیانیت کے خلاف جہاد کرنے والے اکابرین

قادیانیت کے آغاز ۱۸۸۰ء سے لے کر مرزا غلام احمد کی وفات ۱۹۰۸ء تک اس اسلام دشمن، سامراج نواز تحریک کا مقابلہ کرنے والے علماء صلحاء دانشور، صوفیاء وغیرہ کی کثیر تعداد ہے۔ ان کا ذکر مرزا صاحب کی اپنی کتب، اشتہارات، ملفوظات وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ بعض اکابر بہت مشہور ہیں اور ان کے سوانح دستیاب ہیں لیکن بہت سے بزرگوں کے تفصیلی حالات معلوم نہیں۔ اگر کسی ادارے، فرد، جماعت یا ان مجاہدین کے اعزہ کے پاس ان کے حالات ہوں تو وہ درج ذیل پتہ پر روانہ کریں۔

عبدالرشید، مکان نمبر ۵، گلی نمبر ۵۵/۲ علامہ اقبال کالونی ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی

ہم یہ مواد عارضتاً لینے اور استعمال میں لا کر واپس کرنے کے پابند ہوں گے یہ مواد ان اکابر کی مساعی جمیلہ کو مدون کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا جنہوں نے قادیانیت کے خلاف جہاد کیا اس کتاب کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے اس سے ان اکابر کے حالات ایک جگہ جمع ہو جائیں گے اور اسے حوالے کے طور پر پیش کیا جاسکے گا۔

گوشۂ اطفال

سیدہ مریم گیلانی (طالبہ جماعت دہم)

شعوری ایمان

اللہ تعالیٰ کی مختلف النوع مخلوقات میں اکثر و بیشتر کا تعلق محض دنیاوی زندگی سے ہے۔ یہ مخلوقات کروڑوں کی تعداد میں ہیں اور ان مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے بہت مختصر سا شعور عطا فرمایا ہے۔ یعنی یہ اپنی فوری ضروریات اور دفاع سے ماوراء سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ یہ کسی بھی خوف کو بھانپ سکتے ہیں اور اپنی جان بچانے کی سعی و کوشش کرنے پر اختیار رکھتے ہیں جبکہ بھوک اور پیاس کی صورت میں خوراک و پانی کی تلاش انکی جبلت میں داخل ہے یہ سب جانور۔ چرند۔ پرند۔ حضرت انسان کی خدمت پر مامور ہیں اور زینتِ چمن کا باعث بھی ہیں ان میں سے اکثر مخلوقات کا حیات ابدی سے کوئی تعلق نہیں یہ اس دنیا کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور بس۔ موت کے بعد انکو دوبارہ زندگی عطا نہیں کی جائیگی اس کے باوجود یہ اپنے خالق کے ذکر سے کسی لمحہ بے خبر نہیں رہتے قرآن و حدیث انکے گواہ ہیں۔

حضرت انسان کو شعور کے ساتھ ساتھ عقل و خرد سے بھی نوازا گیا ہے۔ اسکی عمر مختصر سہی لیکن ضروریات لامحدود ہیں۔ ضروریات کو لامحدود کرنے میں اسکی عقل و خرد کا بڑا حصہ ہے۔ یہ اپنی زندگی مستعار کو خوب سے خوب تر بنانے میں ازل سے مصروفِ عمل ہے۔ اس عمل کا نام اس نے سائنس رکھا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیاں یا صلاحیتیں ودیعت کر رکھی ہیں۔ یہ اپنی ضروریات سے بہت آگے تک سوچتا ہے۔ اسے اپنے علاوہ سوچنے کی بھی صلاحیت حاصل ہے۔ اس صلاحیت کی وجہ سے کروڑوں انسان ایک دوسرے کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

حضرت انسان کی عقل اسے دوسری مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔ انسان نے اپنی یادداشت کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ لاشعور۔ تحت الشعور اور شعور۔ انسان کو موت کے بعد دوسری زندگی کی بھی نوید سنائی گئی ہے۔ انسان کو اس فانی زندگی کے بعد ایک ایسی ابدی زندگی ملنے والی ہے جس کا تصور اس زندگی میں ممکن نہیں۔ یہ اتنا مشکل مسئلہ ہے جس پر انسان ایمان لانے کو تیار نہیں ہوتا۔ حالانکہ قرآن پکار پکار کر اس دن کی گواہی دے رہا ہے۔ انسان مصیبت و آزمائش میں مکمل مسلمان ہوتا ہے۔ لیکن جونہی غم و اندوہ کے بادل چھٹ جاتے ہیں وہ پھر کافر ہو جاتا ہے۔ الا ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ ویسے انسان اللہ کا کتنا بھی باغی بن جائے، اس کے لاشعور سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا اخراج ممکن نہیں۔ انسان اپنے اعمال نیک کا اجر چاہتا ہے اور اعمال بد کی وجہ سے لاشعوری طور پر خوفزدہ رہتا ہے انسان کسی سے اجر چاہتا ہے اور کسی سے خوفزدہ رہتا ہے۔ حالانکہ بظاہر وہ صاحب ایمان نہیں یہی تو وہ اللہ ہے۔ جو روز جزا نیکو کاروں کو انعام دیگا اور بدکاروں کو عذاب الیم۔ یہ رب انسان سے

(بقیہ ص ۵۶ پر)

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

سید عطاء المحسن بخاری

کتاب: فرقہ مسعودیہ..... نام نہاد جماعت المسلمین کا علمی محاسبہ

مؤلف: پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی

ضخامت: ۲۴۰ صفحات..... قیمت: ۷۵ روپے

ناشر: قاضی چن پیر الہاشمی اکیڈمی، مرکزی جامع مسجد، سیدنا معاویہ چوک۔ حویلیاں (ہزارہ)

ملتان میں ملنے کا پتہ:

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔

"سیدنا ابوھریرہؓ نے سرور کائنات ﷺ سے روایت کی کہ اس دنیا کے آخری دنوں میں ایسے ایسے دجّال اور کذاب پیدا ہوں گے جو تمہیں ایسی باتیں (گھڑ گھڑ کر) سنائیں گے جو تمہارے آباؤ اجداد نے بھی نہیں سنی ہوں گی، ان سے بچ کے رہنا کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں مبتلا کریں۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۸ باب الاعتصاد بالکتب والسنہ)

نبی آخری الزمان ﷺ نے آخری زمانہ کے انسانوں کو ہدایت پر استقامت اور صراط مستقیم کا ہی بنے رہنے کی تلقین فرمائی۔ امت کو خوبصورت مفسدوں اور ویل اپ ٹوڈیٹ فتنہ پردازوں سے بچنے رہنے کا حکم دیا۔ مگر زمانہ ساز نام نہاد مفتن، تن کے اجلے من کے کالے فسادیوں کے کیا کہنے کہ انہوں نے اسی امت کے حصے بخرے کرنے شروع کر دیئے اور انہیں فتنہ میں مبتلا کر دیا جس امت کے ہادیٔ برحق ﷺ نے احکام اور نصیحتوں سے ایک زمانے کو نہ صرف یہ کہ مطلع کیا بلکہ خبردار بھی کیا، کراچی سے اٹھنے والے غبار سے ایک ذاتِ شریف برآمد ہوئی...... "مسعود احمد" بی ایس سی (سابق اہل حدیث) جنہوں نے نہایت حسین لب و لہجہ کے ساتھ امت واحدہ امت مسلمہ کو یوں مخاطب کیا، قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

"آئیے ایک مرکز پر جمع ہو جائیے تمام فرقوں کو ختم کر دیجئے، آپ کا کوئی نام نہ ہو سوائے مسلم کے آپ کی کوئی جماعت نہ ہو سوائے جماعت المسلمین کے۔ اٹھئیے تمام فرقہ وارانہ مذاہب و مسالک کو ختم کیجئے۔ آپ کا کوئی دین نہ ہو سوائے اسلام کے، کوئی چیز قانون نہ ہو سوائے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے۔ آئیے جماعت المسلمین میں شامل ہو کر دین اسلام کی خدمت کیجئے" (دعوت حق ص ۲۴)

پڑھئیے اور اپنے دائیں بائیں پھیلے ہوئے کروڑوں دین کا کام کرنے والے مسلمانوں سے جدا کرنے کی اس تہذیبی یلغار کی خوبیوں پر عش عش کیجئے اور اس غبنِ فاحش کی داد دیجئے کہ یہی وہ پیرایہ بیان ہے جو "دجل" کی

زد میں آتا ہے اسی کو دجل کہتے ہیں جو حقیقت کے چہرے غبار سے اٹ دے یا شفاف پانی میں طین گھول کے اسکے حسن کو گجلادے، گدلادے اور اسکے بعد مسعود احمد صاحب امت کے تمام افراد کار کو کافر، بے ایمان، جاہل، فرقہ باز اور نہ جانے اس قارون لغت نے اپنی پاکستانی لغت کا کون کون سا لفظ ہے جو چپکانے کی کوشش نہیں کی۔ اصلاح امت کا دعوی لیکر اٹھے اور پوری امت کو گمراہی اور کھلی گمراہی میں دھنسی ٹھنسی ہوئی قرار دیا۔

حضرت قاضی محمد طاہر الہاشمی زید فضلہ و علمہ، پوری امت مسلمہ کی طرف سے مبارکباد کے مستحق اور شکریہ کے لائق ہیں جنہوں نے اس نام نہاد "جماعت المسلمین" کا علمی محاسبہ اور تعاقب کرکے پوری امت پر واضح کیا کہ یہ جماعت، جماعت المسلمین نہیں بلکہ جماعت المسلمین کو کافر ملحد زندیق کہنے والی جدید "جماعت الکافرین" ہے۔ مرزائیوں، سبائیوں کے بعد اس جماعت الکافرین کا درجہ ہے۔ صحابہ کرامؓ سے لیکر ۱۴۱۷ھ تک کے مسلمانوں میں انہوں نے کسی کو نہیں بخشا۔ وہ کون ہے جو ان کے نزدیک کافر نہیں، وہ کون ہے جو انکی کفر گری کے حسین گروں اور گرودں کی زد میں نہیں آیا۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

حالانکہ یہ مسعود صاحب بخوبی جانتے ہیں کہ جو لوگ کافر نہیں انہیں کافر کہنے یا لکھنے سے کفر مسعود صاحب کی طرف لوٹتا ہے بلکہ انہی کی طرف کفر کا شعلہ لپکتا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد بھی یہی ہے اور پوری امت کے اہل ایمان و ایقان اس پر متفق ہیں۔ میں صمیم قلب سے قاضی صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس زنگی کو کافور کہنے کی بجائے ایمان و یقین سے بہت دور ثابت کیا اور ہم ایسوں کو اس کفر ساز ادارے کے کافر گروں کے فسوں سے محفوظ کیا اور اس دجالی فتنہ کے چہرے سے نقاب سرکایا ہے، اللہ تعالی قاضی صاحب سے راضی ہو اور اس سے بہتر خدمت سرانجام دینے کی طاقت و توفیق عطا فرمائے (آمین)

قاضی صاحب نے موضوع سے انصاف کیا ہے۔ اور فرقہ مسعودیہ کے دجل و تلبیس اور عقائد باطلہ کا علمی و تاریخی محاسبہ کیا ہے۔ مطالعہ سے شغف رکھنے والے، دین کا درد رکھنے والے اور دین کا کام کرنے والے ہر مسلمان کے لئے اس کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔

....

(بقیہ از ص ۴۹)

کے فیصلہ کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے مجلس عمل کے سربراہ مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کو ملک کے تمام دینی حلقوں کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ کنونشن میں مولانا زاھد الراشدی نے مرکزی مجلس عمل کے سپریم کونسل کے اجلاس کے فیصلے اور قراردادیں پڑھ کر سنائیں جنہیں متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا۔

بیاد سیدنا حسینؓ

سبطِ نبی، ابن علی، سیّد حسین
بنتِ زہرا جس پر نہیں کرتی تھی بین
وہ شہید ابنِ شہید آقا حسین
ہر بہادر اور شجیع کے نورِ عین
مولیٰ عمر، سید غنی، حضرت حسین
یہ ولیُ اللہ ہیں ملت کا چین
ان سے زندہ ہیں امامت کے خلافت کے۔ اصول
یہ جاگتے ہیں تابتے امت کی رین
اے امامِ عدل و احساں، حریّت کے پاسباں
بانجھ دھرتی پہ کرم ہو، خشک ہوں میرے بھی نین

سید عطاء المحسن بخاری (محرم ۱۴۰۴ھ)

(بقیہ از ص ۵۳)

تقاضا کرتا ہے کہ اس پر اسکی مرضی سے ایمان لائے اور اسکے سامنے مکمل طور پر SURRENDER ہو جائے۔ اسنے اسکے بدلے میں انسان کے لئے دنیاوی اور اخروی زندگی میں بہت سے انعام واکرام تیار کر رکھے ہیں اور دوسری صورت میں ایسے ایسے عذاب کہ الامان والحفیظ۔ اگر ہم اسکی اتنی سی بات مان لیں کہ اسکی ذات پر ویسا ایمان لے آئیں جیسا اسنے اپنے انبیاء کے ذریعے تقاضا کیا تو بس مزے ہی مزے ورنہ ہم اپنے ہر نقصان کے خود ذمہ دار ہیں اسکی ذات پر شعوری طور پر ایمان لانا اور اسکے بتائے ہوئے راستے پر شعوری طور پر چلنا عین اسلام ہے اللہ تعالی کو شعور میں آباد کرنے کا نام ایمان ہے اور اسکے لئے تھوڑی سی کوشش درکار ہے۔ مسلمان کے گھر پیدا ہو جانے سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا بلکہ اتباعِ شریعت اور دینی اعمال کے لئے سعی و کوشش انسان کو مسلمان بناتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالی ہمیں ایمان کی دولت سے بہرہ ور فرمائیں آمین۔

حضرت سید ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں

میں نہیں مانتا نہیں یارو
دل کو آتا نہیں یقیں یارو
ہم سے کیسے وہ روٹھ سکتا ہے
ہر کوئی اسکی راہ تکتا ہے

دل یہ کہتا ہے لوٹ آئے گا
بن ہمارے وہ رہ نہ پائے گا
اس کو ہم سے بڑی محبت ہے
یہ محبت تو اس کی فطرت ہے

اپنی فطرت کو کیسے بدلے گا
کون کہتا ہے ایسے بدلے گا
اپنی فطرت اگر بدل سکتا
غم سے لعل و گہر بدل سکتا

فقر و فاقہ میں زندگی کر کے
اپنے دامن میں بے بسی بھر کے
یوں نہ جاتا وہ روٹھ کر ہم سے
باندھ کر ہم کو رشتۂ غم سے

مژدہ ہاتف نے یہ سنایا ہے
جو گیا لوٹ کر نہ آیا ہے
تجھ کو اس سے اگر محبت ہے
تیرے جانے میں کیا قباحت ہے

مستِ وصلِ یار میں ہم ہیں
موت کے انتظار میں ہم ہیں

پروفیسر تاثیر وجدان (ملتان)

یادِ یارِ مہرباں آید ہمے

بیادِ جانشینِ امیرِ شریعت، سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

تو در پیری بصد شادابیٔ بختِ جواں رفتی
بحمد اللہ ازیں ویرانۂ غم شادماں رفتی

کسے نشنید ہنگامِ سفر آوازِ پائے تو
تو از دشتِ جہاں چو موجۂ بادِ وزاں رفتی

تو بے سودی بآہے بے کرانیہائے گردوں را
تو اے زہرہ بہ گامے از مکاں تالامکاں رفتی

سرشتہ در گلِ ما تو بُدی مثلِ بہارِ خوں
تو رفتی ازمیانِ بزمِ جاں آناچناں رفتی

متاعِ عمر در عشقِ صحابہ باختی ازدل
وفا کردی و آخر در پئے آں کارواں رفتی

خطیبِ عصر! بے تو غمزدہ محراب و منبر ہا
کجا اے داعیٔ آتش بجاں، آتش بیاں رفتی

فسرد آں کشت زارِ حرفِ حق گوئی بہ ہجرِ تو
کجا اے باغباں اے رحمتِ ابرِ رواں رفتی

زعیمِ حریت بودی و در ایذاگہِ زنداں
بپاسِ آبروئے خاتمِ پیغمبراں رفتی

بہ بزم اندر شُدی ممتاز ہم تنہا زیکتائی
تو اے نازِ زماں در فکرِ خود بے دیگراں رفتی

مگر حسبِ مرادِ تو نبود ایں خاکدانِ ما۔
تو اے خورشید ما از خاک سوئے آسماں رفتی

علامہ صابری مرحوم

"اسی فکر میں کلیاں زرد ہوئیں".....!

ہوائے گل نہیں اہلِ چمن کو سازگار اب بھی
بہار آئی مگر گلشن ہے محرومِ بہار اب بھی

نوا سنجانِ باغِ آرزو ہیں سوگوار اب بھی
الجھتے ہیں نگاہِ شوق کے دامن سے خار اب بھی

نشیمن ہے پرانے حادثوں کی یادگار اب بھی
قریب آشیاں برق طپاں ہے بیقرار اب بھی

مسلسل سازشیں صیادِ گلچیں اب بھی جاری ہیں
قفس کی تیلیوں کو ہے ہمارا انتظار اب بھی

جنہیں اپنا بنانے کو یگانوں کے سنے طعنے
قیامت ہے! کہ ملتے ہیں وہی بیگانہ وار اب بھی

وہی ناکام راہی مجھ کو کہتے ہیں معاذ اللہ
ہے خضرِ راہ جن کے واسطے، میرا غبار اب بھی

مرا خونِ وفاء زیبِ جبینِ گل ہے گو انور
سمجھتے ہیں مجھے وہ دشمنِ فصلِ بہار اب بھی

سید کاشف گیلانی (کراچی)

گاماں کادیاں والا

اس دنیا میں یکتا و تنہا گاماں کادیاں والا تھا
بے توقیر ذلیل اور رسوا گاماں کادیاں والا تھا

نام غلام احمد تھا لیکن احمد بن کر بیٹھ گیا
اس سا کوئی ہوا نہ ایسا گاماں کادیاں والا تھا

اللہ نے اپنے نبیوں کو عزت و حرمت سے بھیجا
اک انگریز نے پٹھا دیکھا گاماں کادیاں والا تھا

اس نے اپنے نام کی بھی کچھ لاج نہ رکھی دنیا میں
اجہل و جاہل بیہودہ سا گاماں کادیاں والا تھا

اس کی عقل کی دونوں آنکھیں پھوٹ گئیں بدبختی سے
سنتے ہیں اِک آنکھ سے کانا گاماں کادیاں والا تھا

ایک بھی ہندوستان میں اس جیسا نہ ملا انگریزوں کو
سچ ہے کہ انگریز کا کتا گاماں کادیاں والا تھا

ٹٹی خانے میں مرکریوں جان گنوائی ظالم نے
اب تو جھوٹو مان لو جھوٹا گاماں کادیاں والا تھا

اللہ اپنے نور سے روشن رکھے قبر بخاری کی
اس نے ہمیں بتایا کیسا گاماں کادیاں والا تھا

لندن ہو لاہور ہو یا ربوہ ہو ہم بتلائیں گے
گاماں کادیاں والا گھٹیا گاماں کادیاں والا تھا

کون کرے گا کاشف ایسے جیسا کیا ہے گامے نے
لگتا ہے بالکل ہی "کھوتا" گاماں کادیاں والا تھا

حکیم ممتاز ملتانی مرحوم

معیار

حق پرست آپکو "غدار" نظر آتے ہیں
اور "غدار" وفا دار نظر آتے ہیں

اس زمانہ میں جو ہیں "دینِ محمد پہ فداء"
آپکی آنکھوں میں وہ خار نظر آتے ہیں

کیوں نہ اس دید کے صدقے ہوں اس ایماں کے نثار
مردِ مومن جسے کفار نظر آتے ہیں

ڈر سے سوتے ہی نہیں رات کو "مرزا صاحب"
آنکھ لگتی ہے تو احرار نظر آتے ہیں

اللہ اللہ! بخاری نے سنایا قرآں
سرنگوں کفر کے مینار نظر آتے ہیں

کادیاں جاکے ذرہ دوستو دیکھو تو سہی!
خندہ زن کیوں در و دیوار نظر آتے ہیں

جس زمیں میں ہے، خود کاشتہ پودا مدفون
اب وہاں سکھوں کے دربار نظر آتے ہیں

یہ نبی ہیں، یہ ولی ہیں، یہ ہیں شمس العلماء
حسنِ افرنگ کے گلکار نظر آتے ہیں

حق مہاجر و انصار کا کھایا جس نے
یہی "پیٹو"، بڑے مکار نظر آتے ہیں

ہم کو ڈھونڈے سے بھی گلشن میں تو کانٹے نہ ملے
آپ پھولوں کے خریدار نظر آتے ہیں

میں سمجھتا ہوں انہیں قائدِ ملت ممتاز
جامِ یثرب کے جو سرشار نظر آتے ہیں

احرار ختم نبوت سنٹر کی تعمیر

جدید مرکز احرار دار العلوم ختم نبوت اور احرار ختم نبوت سنٹر مقابل مرکزی مسجد عثمانیہ، معاویہ چوک، ھاؤسنگ سکیم چیچا وطنی۔ کی تعمیر کا کام جاری ہے ضلع ساہیوال بالخصوص علاقہ چیچا وطنی کے ساتھی خصوصی توجہ فرمائیں۔

رابطہ:۔

دفتر احرار جامع مسجد بلاک نمبر۱۲ چیچا وطنی

ہماری چند اہم مطبوعات
ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

خطبات حکیم الامت
تقریباً پندرہ ہزار صفحات پر مشتمل ۲۷ جلدیں

1. دنیا و آخرت
2. علم و عمل
3. دین و دنیا
4. حقوق و فرائض
5. میلاد النبی
6. نظامِ شریعت
7. حقیقتِ عبادت
8. حقیقتِ مال و جاہ
9. فضائل صبر و شکر
10. فضائل صوم و صلوٰۃ
11. حقیقت تصوف و تقویٰ
12. محاسنِ اسلام
13. دعوت و تبلیغ
14. جزا و سزا
15. تسلیم و رضا
16. برکاتِ رمضان
17. سنتِ ابراہیم
18. مفاسدِ گناہ
19. آدابِ انسانیت
20. حقوق الزوجین
21. تدبیر و توکل
22. ذکر و فکر
23. راہِ نجات
24. موت و حیات
25. حدود و قیود

قیمت کامل سیٹ ۲۵ جلد ۳۹۰۳/- روپے

تفسیر حل القرآن
عام فہم اردو تفسیر از حضرت علامہ مولانا حبیب احمد کیرانوی

پسندیدہ اور مکمل اصلاح فرمودہ! حضرت مجدد الملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ عنوانات:۔ مولانا ظفیر الدین صاحب مدظلہ مرتب فتاویٰ دیوبند، کامل ۵ جلد/ ۵۲۵ روپے

تفسیر انوار البیان
از حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

سلیس عام فہم اردو زبان میں سب سے پہلی اور مفصل اور جامع تفسیر! چار جلدیں شائع ہو چکی ہیں فی جلد/ ۲۴۰ روپے

المسک الذکی یعنی تقریر ترمذی
از افادات حکیم الامت حضرت تھانوی رح

— تحقیق و تحشیہ — حضرت مولانا مفتی عبدالقادر شیخ الحدیث دار العلوم کبیر والا

— مقدمہ — حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی رئیس الافتاء دار العلوم کراچی

کامل دو حصے اعلیٰ کاغذ خوبصورت جلد قیمت/ ۲۰۰ (روپے)

کشکول مجذوب
(عارفانہ کلام)

از:۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن غوری مجذوب خلیفہ:۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل اضافہ کے ساتھ پاکستان میں پہلی بار شائع کیا ہے۔ اصلی گھر۔ درس عبرت۔ پیغام بیداری۔ مسلم کی بیداری۔ مسٹر اور ملا کی نوک جھونک۔ اسلامی سہرہ فغانِ بیوہ۔ رنگین ڈسٹ کور مضبوط جلد قیمت/ ۱۵۰

دینی دسترخوان
جدید اسلامی انسائیکلو پیڈیا مستند گلدستہ اسلامی

کتب کا بیش بہا ذخیرہ۔ اسلامی ذوق رکھنے والوں کے لئے بیشمار معلومات ترتیب کاوش حضرت عبدالقیوم مہاجر مدنی۔ اکابر مفتیان کی تصدیق:۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی مہاجر مدنی۔ حضرت مفتی محمد حبیب بدری مفتی مظاہر العلوم سہارنپور۔ حضرت مفتی عبدالستار صاحب خیر المدارس ملتان۔ دو جلد قیمت/ ۵۵۵ روپے

تحفۃ العلماء
از افادات حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی

مولانا مفتی محمد زید صاحب (انڈیا) کے قلم سے درج ذیل کتابوں کا مجموعہ۔ العلم والعلماء۔ استاد و شاگرد کے حقوق۔ علوم و فنون اور نصاب تعلیم۔ فقہ حنفی کے اصول و ضوابط۔ آداب افتاء و استفتاء۔ اجتہاد و تقلید کا آخری فیصلہ۔ اصول مناظرہ۔ کامل دو جلد۔ جدید کتابت و طباعت/ ۳۲۰ روپے

ملفوظات حکیم الامت
از حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح

- اولیاء اللہ کے عجیب و غریب واقعات۔
- امثال و عبر کا بے مثال خزانہ
- یہ دس جلدوں کا مجموعہ پانچ ہزار نادر ملفوظات پر مشتمل ہے قیمت کامل سیٹ دس جلد

مکمل سیٹ قیمت/ ۹۳۰ روپے

حکیم الامت رح کے حیرت انگیز واقعات
از:۔ افادات حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رح

دس اہم ابواب پر مشتمل ۱۔ مختصر سوانح حیات ۲۔ عدل و انصاف ۳۔ عبدیت و للٰہیت ۴۔ انداز تربیت ۵۔ مقبولیت عامہ کے قرائن ۶۔ اہم واقعات ۷۔ اشرف اللطائف ۸۔ اشرف الملفوظات ۹۔ اشرف العملیات ۱۰۔ تذکرہ گلدستہ اشرف تقریباً ۶ سو صفحات پر مشتمل خوبصورت جلد قیمت/ ۱۹۵

اشرف السوانح
از حضرت حکیم الامت تھانوی رح

کے حالات، عادات، مقالات و تعلیمات، فیوض و برکات، کشف و کرامات، معمولات طیبہ پر مشتمل ہے اور مشعلِ راہ ہے:

کامل چار جلد قیمت/ ۵۷۰ روپے

کلید مثنوی
حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا تھانوی رح

حضرت حکیم الامت رح نے اشعار مثنوی کو واضح کر کے اور مسائل تصوف کو عام فہم بنا کر نہایت خوبی سے سمجھا دیا ہے۔ یہ عظیم شرح خوبصورت ۲۴ جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔ تقریباً سات ہزار صفحات پر مشتمل۔ قیمت کامل سیٹ:۔/ ۱۹۹۵ روپے

اصلاح خواتین
عورتوں کی اصلاح و تربیت۔ تربیت اولاد

پردہ کے شرعی احکامات۔ عورتوں کی تعلیم کے اسلامی طریقے۔ تربیت النساء یعنی ۲۴۲ خطوط اور جوابات۔ خواتین کی اصلاح و تربیت کیلئے لاجواب اعلیٰ کاغذ طباعت، خوبصورت جلد اعلیٰ ایڈیشن۔ قیمت:۔/ ۱۶۵ روپے

عملیات و تعویذات کے شرعی احکام
از افادات حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ قیمت مجلد/ ۹۰ روپے

اسلامی تہذیب
از:۔ حضرت تھانوی رح قیمت مجلد/ ۶۰ روپے

آداب تقریر و تصنیف
جلد/ ۷۰ روپے

ہماری عربی مطبوعات

السنن الکبریٰ
البیہقی۔ مع۔ الجوہر النقی
کامل ۱۰ جلد قیمت/ ۹۹۵ روپے

المواہب اللدنیہ
علی الشمائل المحمدیہ
از:۔ ملا الشیخ ابراہیم البیجوری رح
قیمت:۔/ ۱۶۰ روپے

اوجز المسالک شرح موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
از:۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رح
کامل ۱۵ جلد قیمت/ ۳۰۰۰

مشکلات القرآن
از:۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ
مع ضمیمہ:۔ یتیمۃ البیان
اعلیٰ کاغذ قیمت/ ۲۱۰

نسیم الریاض
فی شرح الشفاء للقاضی عیاض
مع حاشیہ
شرح الشفاء للملا علی قاری رح
(کامل ۴ جلد عربی)
قیمت:۔/ ۱۲۰۰

تفسیر البغوی
(معالم التنزیل)
علامہ ابن تیمیہ کی پسندیدہ تفسیر کامل ۴ جلد/ ۹۹۹

شرح امانی الاحبار معانی الآثار
از:۔ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
کامل ۴ جلد/ ۹۰۰ روپے

لسان المیزان
از حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
کامل سیٹ ۷ جلد
خوبصورت جلد/ ۱۵۷۵ روپے

نوٹ:۔ جلد ۲۶ فضائل علم، جلد ۲۷ اصلاح اعمال (زیر طبع) نوٹ:۔ اس فہرست کی مکمل کتب خریدنے پر چالیس فی صد رعایت دی جائے گی

اِنعامی مقابلہ مضمون و نظم نویسی

"ترقی پسند روشن خیال اور لبرل مسلمان"؟

آج کل کچھ لوگ اپنے آپ کو " ترقی پسند' روشن خیال اور لبرل مسلمان " کے طور پر متعارف کرا رہے ہیں اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عریانی' فحاشی' بے حیائی اور بدکاری کے دلدادہ' جواء اور شراب و شباب کے رسیا' اللہ کے باغی' گمراہ لوگ ہی اپنے آپ کو ترقی پسند' روشن خیال اور لبرل مسلمان کا لقب دے رہے ہیں۔

تحریک اصلاح معاشرہ پاکستان یہ جاننے کے لئے مضمون نویسی اور شاعری کا انعامی مقابلہ منعقد کرا رہی ہے کہ پاکستانی عوام' علماء اور دانشور "ترقی پسند' روشن خیال اور لبرل مسلمان" کن صفات کے حامل افراد کو سمجھتے ہیں؟ پاکستانی عوام' علمائے کرام اور دانشوروں سے گزارش ہے کہ وہ "ترقی پسند' روشن خیال اور لبرل مسلمانوں" کے اخلاق و کردار' مشاغل' عزائم و نظریات اور ان کے لئے دنیا و آخرت میں ممکنہ عذاب کی عکاسی کرنے والے مضامین اور نظمیں بھیج کر اس مقابلے میں شرکت کریں۔

انعامات کی تفصیل

1- پہلے بہترین مضمون پر 5 ہزار روپے نقد اور تعریفی سند۔

2- دوسرے بہترین مضمون پر 3 ہزار روپے نقد اور تعریفی سند۔

3- تیسرے بہترین مضمون پر دو ہزار روپے نقد اور تعریفی سند۔

4- اول' دوم' سوم آنے والی نظموں پر بالترتیب دو ہزار' ڈیڑھ ہزار اور ایک ہزار روپے کے نقد انعام کے ساتھ تعریفی سند دی جائے گی۔ اس کے علاوہ ہر اچھے مضمون/نظم پر کتابوں کی صورت میں خصوصی انعام اور تعریفی سند دی جائے گی۔

- مضمون نظم بھیجنے کی آخری تاریخ 30 جون ہے۔
- انعامی مقابلے کے نتائج کا اعلان 25 جولائی کو کردیا جائے گا۔
- انعامات کے فیصلے کے سلسلے میں تحریک اصلاح معاشرہ پاکستان کی مقرر کردہ کمیٹی کا فیصلہ حتمی ہو گا۔

تحریک اصلاح معاشرہ پاکستان۔ پوسٹ بکس نمبر 6216 لاہور

MOVEMENT FOR REFORMING SOCIETY (PAKISTAN) P. O. BOX - 6216 LAHORE

"ہے کوئی اِس جیسا شربت تو بتائیں؟"
قرشی
جامِ شیریں
"خالص قدرتی اجزاء کے عرقیات سے
تیار۔ پانی میں فوراً حل ہو جاتا ہے اور
طبیعت میں بھاری پن نہیں لاتا۔
اور ہاں ... اس میں عرقِ صندل بھی
شامل ہے جو گرمی میں ٹھنڈک
پہنچاتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ
کہ اس کا مزہ مجھے کیا سارے گھر کو
بے حد پسند ہے!"
شربت
جامِ شیریں
100 فیصد خالص 100 فیصد تسکین

MPL

Kinza

SQUASHES (1 Litre)
KETCHUP (1 Litre)
VINEGARS (1 Litre)

"Sharing the taste"

Quality and Economy Guaranteed

wily FOODS (PVT) LTD.
Chand Plaza, off lane 6, Peshawar Road, Rawalpindi Cantt
Phone: 862076

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوئم)

شائع ہو گیا ہے۔

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ ❁ ایک دستاویز ❁ ایک داستان ❁ خاندانی حالات
- سیرت کے مجلا اوراق ❁ خطابتی معرکے ❁ سیاسی تذکرے ❁ بزم سے لیکر رزم

منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آوازِ ھدایت جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفحات
- قیمت 300 روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، دارِ بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱